

دعوتِ اسلامی کے مرکزی مجلسِ شوریٰ کے نگران و عاملینِ شعرت و افتخار حضرت علامہ

بہارِ روضہ رسول ﷺ

حضرت علامہ مولانا الحاج غازی محمد مشتاق احمد خاں قادری قادری رضوی المدنی رحمۃ اللہ علیہ

کے قیمتی سبقِ نابھیں گئی نعمتوں کا اور ان کی شانِ حسینِ کبھی گئی جنتوں کا

اور ان کے بڑھتے ہوئے نصیحتِ آجور پر سوزِ اشعار کا مجموعہ

پاک مشتاقِ عطاری



مرتب:

ابوالضیاء شیخ محمد منور علی قادری عطاری

مکتبہ فیضانِ مشتاقِ عطاری کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوة والسلام عليك يا رسول الله وعلى آلك واصحابك يا حبيب الله

انتساب

میں اپنی اس کاوش کو تبلیغ قرآن و سنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے مرکزی مجلس شوریٰ کے نگران و عالمی شہرت یافتہ نعت خواں، عاشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، بلبلِ روضہ رسول، خوش الحان، شیریں نغمن اور مایہ ناز شاعرِ خواں رسول، فتاویٰ الشیخ و فتاویٰ الرسول، محبوبِ عطار، تصویرِ شریعت و سنت، عارفِ حقیقت، عالمِ شریعت، واقفِ طریقت —

مبلغِ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا الحاج القاری ابو العبید

محمد مشتاق احمد خان

قادی عطار رضوی المدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

سے منسوب کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ جن کی بے پناہ محبت اور شفقت سے مستفید ہو کر یہ کتاب

بنام یاد مشتاق عطار

آپ کے ہاتھوں میں آئی ہے۔

طالبِ دعا و مغفرت

محتاجِ کرم

ابوالضیاء شیخ محمد منور علی قادری عطار

نوٹ:- واضح رہے کہ آپ کے آباؤ اجداد کا تعلق ہندوستان کے شہر مراد آباد گاؤں مینہ ٹھیر کے رہنے والے ہیں لہذا آپ کی مادری زبان اردو ہے

باقی معلومات آپ کی سوانح حیات مشتاق عطار میں اس بات کا تذکرہ کیا جائے گا۔ ابوالضیاء عطار

الصلوة والسلام عليك يا رسول الله وعلى أهلك واصحابك يا حبيب الله

جناب حضرت علامہ مولانا ابوالنور محمد ثار علی اُجاگر
(فارغ التحصیل دارالعلوم امجدیہ کراچی)

محبتوں کے امین

وہ کیا نہیں تھے، وہ سب کچھ تھے کئی خوبیوں سے مر سح و مجمع تھے کئی کمالات ان میں موجود تھے، وہ پاکیزہ فکر کے مالک تھے، وہ مجسمہ شرافت تھے، وہ سرتاپا اخلاق تھے، وہ گل سرسبز تھے، حقیقت میں وہ محبتوں کے امین تھے۔

جو زندگی سے گزر جائیں یاد میں ان کی
لحد میں ان کی ہمیشہ چراغ جلتے ہیں

حضرت مشتاق قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آسمانِ نعت پر نمودار ہوئے اور دیکھتے ہی دیکھتے ایک رنخشد ستارہ کی حیثیت سے آسمانِ شہرت پر چمکنے اور دکنے لگے۔ نعت خوانی ان کی پہچان بنا۔ آپ کا شیریں لہجہ، لوگوں کے اذہان و قلوب کو مسخر کرنے لگا ایک بہت بڑی تعدادِ ثناء خوانوں کی ایسی نظر آنے لگی جنہوں نے آپ کے انداز کی پیروی کی چونکہ آپ بزرگوں سے انتہائی عقیدت رکھتے تھے آپ نے بزرگوں کے کلام کو ہی حرزِ جاں بنالیا بالخصوص اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی، حضرت مولانا حسن رضا خان بریلوی، مفتی اعظم ہند حضرت مولانا محمد مصطفیٰ رضا خان، صوفی جمیل احمد رضوی قادری (رحمہم اللہ تعالیٰ) اور امیر اہلسنت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس قادری مدظلہ العالی کے کلام محفل میں پڑھا کرتے تھے۔ جن کی گونج آج بھی سنائی دیتی ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ شاعری کے رموز و اسرار سے بھی واقفیت رکھتے تھے۔ وہ فنِ شاعری میں نعت کہنے کیلئے خونِ جگر چاہتے تھے لیکن دعوتِ اسمیٰ کے کاموں میں زیادہ مائل ہو گئے۔ لیکن قبیلہ حسان سے تعلق جوڑ کیلئے چند نعتیں آپ نے کہیں جو کہ کلامِ مشتاق کے نام سے آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ آپ نعتِ دل کی اتھاہ گہرائیوں سے کہتے اور سادگی و سہل کے قائل تھے اور صفحہ قرطاس پر مافی الضمیر یا آسانی بیان کر دیتے بسا اوقات ایسی بات کہہ جاتے ہیں کہ بصیرت کا جہان اُجاگر ہو جاتا ہے۔

ثناء خواں تھے وہ قاری تھے مبلغ تھے وہ نگراں تھے

وہ تھے قدرت کا اک تحفہ مرے مشتاق ایسے تھے

مرے دامن میں جتنی دعاؤں کا اثاثہ ہے سب مشتاق عطاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بارگاہ میں نذر کرتا ہوں اللہ تعالیٰ ان کی لحد کو رحمت و رضوان کے پھولوں سے بھر دے۔ آپ کے ہاتھوں میں کتاب بنام ”یادِ مشتاق“ آرہی ہے جسے مشتاق قادری کے حقیقی عاشق شیخ محمد منور علی عطاری نے بڑی محنت اور جانفشانی سے مرتب کیا ہے کہ اور یہ مشتاق قادری علیہ الرحمۃ پر کام کرنے کا بڑا پُر جوش جذبہ رکھتے ہیں اس سے قبل مشتاق مدینہ داہ، کلام مشتاق عطاری اور مناقب مشتاق عطاری اور مشتاق قادری کے بیانات زیور طباعت سے آراستہ ہو چکے ہیں۔ اور عنقریب ”آؤ جشن ولادت منائیں“ اور ”مناقب و سلام“ شائع ہوں گی اور سوانح حیات حضرت مشتاق قادری زیرِ ترتیب ہے۔

آخر میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں حاجی مشتاق عطاری کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور چٹانِ ساحو صلہ عطا فرمائے۔ آمین

نثار علیہ اجاگر عطاریہ قادریہ

آہ! حقیقی عاشقِ رسول محمد مشتاق قادری

عروجِ آدمِ خاکی سے انجمِ سہجے جاتے ہیں
کہ یہ ٹوٹا ہوا تارا مہِ کامل نہ بن جائے

تقریباً ایک سال قبل عاشقانِ رسول جناب حاجی غلام مصطفیٰ عطاری اور میرے محترم عزیز محمد منور علی عطاری کے رات کے ایک بجے کے قریب یکے بعد دیگر ٹیلیفون آئے کہ وہ صبح سات بجے عاشقِ رسول جناب مشتاق احمد قادری (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے ہمراہ آرہے ہیں از حد خوشی ہوئی۔ اگلے دن صبح سات بجے یہ تینوں حضرات تشریف لے آئے۔ جناب مشتاق قادری صاحب سے اس بندۂ ناچیز کی یہ پہلی ملاقات تھی۔ جناب مشتاق قادری صاحب کی شخصیت کے بارے میں جیسا سنا تھا ویسا ہی پایا۔ کینسر کی شکایت کی وجہ سے آپ کی طبیعت انتہائی ناساز تھی۔ ایسا صابر مریض مشکل ہی سے نظر آتا ہے۔ انتہائی تکلیف کے باوجود ان کا صبر قابلِ رشک تھا۔ کٹھن اور مشکل کی گھڑی اور تکلیف میں انہیں بے انتہا صابر پایا۔ غریب خانہ پر تقریباً سات گھنٹے انہوں نے قیام فرمایا۔ اور اتنی زیادہ تکلیف کے ہوئے ہوئے بھی انہوں نے صبر و تحمل کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا بلکہ ہمیں بھی وزہ بھر بھی اپنی تکلیف کا احساس نہیں ہونے دیا۔ الحمد للہ مشتاق قادری صاحب نے اس غریب خانہ کو اپنی عشقِ رسول کی سربلی و دلکش آواز میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدحت ثنائی میں نعت خوانی کے ذریعے رونق بخشی۔ چونکہ وہ سخت بیمار تھے کافی کوشش کی گئی کہ ان کی آمد کو خفیہ رکھا جائے مگر ان میں موجود عشقِ رسول کی خوشبو آنا فانا ان کے مشتاقوں میں پہنچ گئی۔ دیکھتے ہی دیکھتے ان سے ملاقات کا شرف حاصل کرنے کیلئے ان کے مشتاقوں کا تانتا بندھ گیا۔ دیکھنے کا سماں تھا۔ اس ناچیز کی بعد میں ان سے ملاقات ہوتی رہی۔ عاشقِ رسول مشتاق قادری کے دولت خانہ میں ایک عظیم دینی کتب کی لائبریری دیکھ کر از حد خوش ہوئی۔ اس سے ثابت ہوا اسی لئے وہ ہر موضوع اور ہر مسئلے پر سیر حاصل روشنی ڈالتے تھے۔ کوئی شک نہیں وہ ایک عظیم علمی شخصیت بھی تھے۔ جب انہوں نے دعوتِ اسلامی سے تعلق جوڑا تو انہوں نے بس اپنی تمام تر زندگی توحید باری تعالیٰ کے ساتھ ساتھ عشقِ رسول کو اجاگر کرنے کیلئے اپنی تمام تر زندگی کو وقف کر دی تھی۔ انہوں نے اپنی زندگی کے قیمتی لمحات تک دینِ متین کی خدمت کو اپنا شعار بنائے رکھا۔

جناب مشتاق احمد قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سچے اور پکے عاشقِ رسول تھے۔ اللہ ربُّ العزت نے انہیں پُر سوز آواز عطا فرمائی تھی اور آپ نے اپنی اس دلگداز آواز میں عشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نعت خوانی کے ذریعے پورے پاکستان اور دیگر ممالک بلکہ گلی گلی، کوچے کوچے میں اور ہر عاشقِ رسول کے دل میں ایک خاص مقام حاصل کر لیا تھا۔

کوئی شک نہیں وہ زندگی کے آخری لمحے تک انتہائی محنتی، بے باک، سادہ لوح، حلم طبیعت کے مالک اور اپنے مسلک اور مشن کیلئے شب و روز انتھک کوشش کرتے رہے۔ اپنے مشن کے فروغ کیلئے انتہائی مخلص ترین ذمہ دار ثابت ہوئے اور بڑی ہی خوش اسلوبی سے اپنی عائد ذمہ داری ادا فرمائی۔

الحمد للہ جناب مشتاق قادری تبلیغ قرآن و سنت کی غیر سیاسی بین الاقوامی تحریک دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلس شوریٰ کے نگران تھے۔ انہوں نے اس تحریک کے اغراض و مقاصد حاصل کرنے کیلئے کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا۔ یہ حقیقت ہے کہ انہوں نے اتنے موذی مرض کی تکلیف کے باوجود اپنی تمام تر ذمہ داریوں کو انتہائی متانت اور بردباری اور خلوص نیت سے ہر پر عہدہ بر آہوئے۔ حقیقتاً وہ اپنے مسلک کیلئے بیش بہا قیمتی سرمایہ تھے۔ اور ان کی خدمات کا کوئی احاطہ نہیں کیا جاسکتا۔

آخری وقت انتہائی مجبوری میں انہیں لیاقت نیشنل میں داخل کرایا گیا۔ جب انہیں یہ علم ہوا کہ یہ خاکسار سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں جا رہا ہے تو انہوں نے بڑی محبت سے ہسپتال سے پیغام بھیجا کہ ان سے ملاقات کر کے جائیں۔ آہ! بس یہ ملاقات ان سے زندگی کی آخری ملاقات تھی۔ پھر عرض کروں گا کہ مشتاق قادری صاحب کو کینسر جیسی تکلیف کے باوجود الحمد للہ ملاقات کے وقت ان کی زبان پر اللہ کا شکر، چہرے پر متانت، مسکراہٹ کے ساتھ ساتھ بلند عزم اور صبر کا پیکر پایا۔ انہوں نے اپنی بلند ہمتی کے تحت ڈرہ بھر بھی یہ احساس تک نہ ہونے دیا کہ بس وہ چار چھ دن کے دنیا میں مہمان ہیں۔

ان کی خوش خلقی، ہمت، صبر و استقامت کو داد دیتا ہوں اور ان کی ان خوبیوں کو کروڑوں سلام اور تحسین کہ آخری لمحات تک انہوں نے اپنے چہرہ پر معمول اور عادت کے مطابق زبردست استقامت اور تحمل کو اپنائے رکھا اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ثناء بھی ان کی زبانِ اقدس پر جاری رہی۔ جو نبی ہم مکہ معظمہ پہنچے تو یکم رمضان المبارک کو یہ بڑے غم اور دکھ کی خبر ملی کہ حقیقی عاشق رسول جناب مشتاق عطاری صاحب اس دُنیا سے کوچ فرما کر سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کرنے اللہ تعالیٰ کے ہاں اپنے اخروی گھر سدھار گئے! (انا للہ وانا الیہ راجعون)

اللہ ربِّ کریم سے دعا ہے کہ انہیں جنتِ فردوس میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پڑوسی بنائے اور ان کی روح کو اعلیٰ علیین میں خاص مقام عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

ان شاء اللہ تعالیٰ ہمیشہ ان کے حق میں ہم سب دعا گو رہیں گے۔

لحد میں عشق رخ شہ کا داغ لے کے چلے
اندھیری رات سنی چراغ لے کے چلے

فقط دعا گو

شیخ فیض محمد چشتی قادری سیالوی

سُر جانی ٹاؤن کراچی

اثاثہ حیات

میری زندگی کیلئے قیمتی اثاثہ ہے وہ لمحے جو مشتاق بھائی کے ساتھ گزارے وہ پل جو ان کی سگت میں بیتے میں کیسے بھلا سکتا ہوں آج بھی زندگی کے ہر موڑ پر شدت سے وہ مجھے یاد آتے ہیں۔ مشتاق بھائی ہم سے بے پناہ محبت و خلوص رکھتے تھے۔ اور ہماری فرمائش کو بھی وہ رد نہیں کرتے تھے۔ ہمارے گھر ہونے والی سالانہ محفل میں وہ خصوصی طور پر شریک ہوتے تھے اور مختلف علاقوں میں ہونے والی محفل میں میری فرمائش پر انہوں نے شرکت کی۔ ان سے پہلی ملاقات دعوتِ اسلامی کے لکری گراؤنڈ کے اجتماع میں ہوئی اور ان سے نعت شریف سن کر بے حد متاثر ہوا۔ اور ان کی مسکراہٹ اور محبت سے متاثر ہوا۔ مشتاق بھائی کی شادی کے موقع پر ان کے گھر پر محفلِ نعت منعقد ہوئی جس میں دیگر نعت خوانوں کے علاوہ خود مشتاق بھائی نے بھی سرکارِ مصلیٰ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدح سرائی کی آپ کا نکاح شہید مسجد کھارادر میں منعقد ہوا جس میں امیر اہلسنت (دامت برکاتہا العالیہ) نے آپ کا نکاح پڑھایا اور خصوصی طور پر سہرا لکھا اور پڑھا۔ اکثر امیر اہلسنت حضرت ابو بلال محمد الیاس عطار قادری صاحب ملک و بیرون ممالک کے دورے پر ہوتے اس وقت ہم مشتاق بھائی کو دیکھ لیتے تو یوں محسوس ہوتا کہ جیسے ہم حضرت امیر اہلسنت کو دیکھ رہے ہیں۔ جب بھی مشتاق بھائی کا پروگرام شہر کراچی میں منعقد ہوتا خصوصی طور پر وقت نکال کر ان کے ساتھ شرکت کرتا اور مختلف اجتماع میں بھی ان کے ساتھ سفر کیا اور اجتماع میں شرکت کی۔ مشتاق بھائی کنز الایمان مسجد میں امامت و خطابت کرتے تھے اور میری اکثر کوشش ہوتی تھی کہ میں نماز جمعہ ان کی امامت میں ادا کروں اور خصوصیت کے ساتھ ہر ماہ ختمِ فاترہ کا اہتمام کراچی میں سب سے پہلے جامع مسجد کنز الایمان میں مشتاق بھائی نے شروع کروایا۔

مشتاق بھائی سے میری آخری ملاقات شعبان المعظم میں ہوئی جب مدینہ شریف کی سعادت حاصل کرنے جا رہا تھا۔ انہوں نے محبت و شفقت کے ساتھ ہمیں رخصت کیا اور دورانِ علالت جو کلام انہوں نے لکھا تھا میں نے ان سے لیا اور میں نے کہا کہ میں وہاں روضہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر پڑھوں گا۔ مشتاق بھائی نے کہا جو کلام حضرت امیر اہلسنت نے لکھا ہے وہ پڑھنا۔ میں اکثر مشتاق بھائی سے کہا کرتا تھا کہ وہ دعا کریں کہ میں ہر سال مدینہ کی حاضری کر سکوں۔ یہ آپ کا فیض ہے کہ الحمد للہ آپ کی دعاؤں سے مدینہ شریف کی کئی بار حاضری کی سعادت حاصل کر چکا ہوں آپ کے وصال کی خبر ہمیں مکہ معظمہ میں ملی۔

(اناللہ وانا الیہ راجعون)

مشتاق بھائی کی خدمات پر ایک کتاب زیرِ ترتیب ہے اگر ان کے بارے میں کوئی واقعہ آپ کے ذہن میں ہو تو ہمیں لکھ کر بھیجیں ہم آپ کے اس تعاون پر شکر گزار ہیں۔

آپ کا سالانہ عرس کراچی کے مختلف جگہوں پر شعبان المعظم کی ۲۸ تاریخ سے لیکر ۱۰/ رمضان المبارک تک ہوتا ہے۔

وسلام

طالب دعا گو

محمد منور علی قادری عطار ری رضوی

اٹھے ہاتھ بہر دعا یا الہی

اٹھے ہاتھ بہر دعا یا الہی
گناہوں سے مجھ کو بچا یا الہی
مرے حال کی سب تجھے تو خبر ہے
غم مصطفیٰ دے غم مصطفیٰ دے
سدا گیت گاتا رہوں میں نبی کے
تصور میں میرے ہو ہر دم مدینہ
چلے قافلے پھر مدینے کی جانب
دکھا دے مجھے سبز گنبد کے جلوے
یہ آنکھیں جو دی ہیں تو پھر میرے مولیٰ
قدم راہِ سنت سے ہرگز نہ بھٹکے
مرا ہر عمل تیری مرضی کے تابع
کوئی کام ایسا کروں زندگی میں
نہ ذوقِ عبادت نہ شوقِ تلاوت
دُروہوں کی کثرت نہ سجدوں کی لذت
ہے نیکی میں سستی گناہوں میں چستی
مجھے نفس و شیطان کے شر سے بچانا
مقدر کی میرے تجھے سب خبر ہے
میں جب تجھ سے مانگوں تو تجھ ہی کو مانگوں
بچا بد نگاہی کی آفت سے مولیٰ
بچا بد گمانی کی آفت سے مولیٰ
بچا یادہ گوئی کی آفت سے مولیٰ
زباں کو میری غیبت و جھوٹ چغلی
میرے سب نخفی و جلی عیب و عصیاں
گناہوں سے پڑ ہیں میرے سارے دفتر

بہت دل ہے ٹوٹا ہوا یا الہی
مجھے نیک خصلت بنا یا الہی
ہے تجھ پر عیاں مدعا یا الہی
غم دو جہاں سے بچا یا الہی
ہو توفیق ایسی عطا یا الہی
مرا دل مدینہ بنا یا الہی
مجھے پھر مدینہ دکھا یا الہی
شرف کردے حج کا عطا یا الہی
رُخ مصطفیٰ بھی دکھا یا الہی
مجھے سنتوں پر چلا یا الہی
رہے بہر احمد رضا یا الہی
کہ راضی ہو تیری رضا یا الہی
یہ دل ہائے مُردہ ہوا یا الہی
گناہوں میں دل ہے پھنسا یا الہی
نہ جانے بنے گا مرا کیا یا الہی
دُکھی دل کی ہے یہ صدا یا الہی
بُرا ہو تو کردے بھلا یا الہی
میں تیرا ہوں تو ہے میرا یا الہی
رہے میری نیچی نگاہ یا الہی
میری سوچ مدنی بنا یا الہی
ہو قفلِ مدینہ عطا یا الہی
کی آفت سے ہر دم بچا یا الہی
چھپا یا الہی مٹا یا الہی
کرم ہو کرم یا خدا یا الہی

نہیں کوئی حسنِ عمل پاس میرے
 کرم سے تُو اپنے یہ توفیق دے دے
 کرم سے تُو اپنے یہ توفیق دے دے
 کرم سے تُو اپنے یہ توفیق دے دے
 کرم سے تُو اپنے یہ توفیق دے دے
 کرم سے تُو اپنے یہ توفیق دے دے
 خشوع و خضوع سے پڑھوں سب نمازیں
 میں نیکی کی دعوت کی دھو میں مچاؤں
 بہترؒ سوالات کے بھی جوابات
 سفرِ قافلوں میں ہمیشہ میر
 تجھے واسطہ چار یاروں کا مولیٰ
 تجھے واسطہ پنجتن کا خدایا
 مرے حاسدوں کو ہدایت کی دولت
 مرے دشمنوں کو تباہ کر دے مولیٰ
 ہیں جتنے مجھین میرے جہاں میں
 عطا کر دے اخلاص ایسا خدایا
 میں جس دم کروں بند آنکھیں خدایا
 مجھے چل مدینہ کی دے دے سعادت
 پے غوثِ اعظم مدینے میں میرا
 بس اک کا رہوں نہ پھروں در بدر میں
 میں عطار کے در کا کٹا ہوں مولیٰ
 سدا پیر و مرشد رہے مجھ سے راضی

ہے رحمت کا بس آسرا یا الہی
 تہجد ہو ہر شب ادا یا الہی
 ہو ہر پیر روزہ میرا یا الہی
 کروں اذائیں بھی ادا یا الہی
 رہوں با وضو میں سدا یا الہی
 ہو شوقِ تلاوت عطا یا الہی
 ہو کردار ستھرا مرا یا الہی
 نہ بھاری ہوں فجر و عشاء یا الہی
 عطا ایسا کر حوصلہ یا الہی
 میں دیتا رہوں یا خدا یا الہی
 رہے بہر مدنی ضیاء یا الہی
 بقیع میرا مدفن بنا یا الہی
 جو چھڑے ہیں ان کو ملا یا الہی
 عطا کر دے بہر رضا یا الہی
 طفیلِ علی مرتضیٰ یا الہی
 سبھی کا تُو کر دے بھلا یا الہی
 نہ مانگوں کسی سے صلہ یا الہی
 ہو دیدارِ شاہِ ہدیٰ یا الہی
 مجھے پیارا کعبہ دکھا یا الہی
 ہو ایمان پر خاتمہ یا الہی
 عطا کر دے ایسی وفا یا الہی
 مجھے کر دے ان پہ فدا یا الہی
 عطا کر دے ایسی عطا یا الہی

مجھے کو طیبہ بلا لیجئے

مجھ کو طیبہ بلا لیجئے	سبز گنبد دکھا دیجئے
آپ کے غم میں روتا رہوں	عشق ایسا شہا دیجئے
سنتیں عام کرتا رہوں	ایسا جذبہ شہا دیجئے
دین پر یا شرِ دوسرا	استقامت عطا کیجئے
سب نے ٹھکرا دیا ہے مجھے	آپ ہی اب نبھا کیجئے
ساتھ مرشد کے یا مصطفیٰ	مجھ کو در پہ بلا لیجئے
آل و اصحاب کا واسطہ	نیک مجھ کو بنا دیجئے
غوثِ اعظم کے صدقے شہا	ہر گناہ سے بچا لیجئے
ہو بقیع مبارک نصیب	مل کے سب یہ دعا کیجئے
سگِ عطار پر ہو کرم	اپنا جلوہ دکھا دیجئے

آئے نبیوں کے سردار ﷺ

کر کے خوشیوں کا اظہار مل کر بولو مرحبا
ہر عو چھائے ہیں انوار مل کر بولو مرحبا
دل کو آیا آج قرار مل کر بولو مرحبا
کیونکہ آگئے غم خوار مل کر بولو مرحبا
آئے ہیں جان بہار مل کر بولو مرحبا
دے دے گا رب مل کر بولو مرحبا
تم بھی ہو جاؤ تیار مل کر بولو مرحبا
ہم بھی کرتے ہیں اقرار مل کر بولو مرحبا
منکر لاکھ کرے انکار مل کر بولو مرحبا

آئے نبیوں کے سردار مل کر بولو مرحبا
آمنہ بی کے گھر آگن میں نور کی ہے برسات
رنج و الم کے بادل سارے چھٹ گئے آج کی رات
مظلوموں اور غم کے مارو خوش ہو جاؤ آج
لہراؤ ہریالی پرچم جھومو آج کی رات
آؤ مانگیں نور کے صدقے مل کر نور کی بھیک
مومنو وقتِ صبح بہاراں ہونے والا ہے
بارہ ربیع الثور ہے بے شک عیدوں کی بھی عید
دیوانو! تم جھوم کر ڈالو مرحبا کی دھوم

اب مدینے بلا

اے شہِ دوسرا اب مدینے بلا
کعبہ پاک کو روضہ پاک کو
تو شہِ محترم میں گدائے حرم
ایک عرصہ ہوا در پہ کب آؤں گا
آنکھ مشتاق ہے دل بھی مشتاق ہے
دیکھ لوں جالیاں اور ہریالیاں
دلوں کو دھڑکاہی ہے لگا ہر گھڑی
بڑھ گئے رنج و غم ہو نگاہِ کرم
یہ مدینے گیا وہ مدینے گیا
دل ترہتا رہا میں مچلتا رہا
مجھ کو شہرت نہ دے اور دولت نہ دے
غم کے بادل گھرے عاصی کس سے کہے
سب عطار کو اس گناہ گار کو

دل ہے ٹوٹا ہوا اب مدینے بلا
دیکھ لوں میں شہا اب مدینے بلا
میری اوقات کیا اب مدینے بلا
ہو کرم سیدا اب مدینے بلا
سب کا یہ مدعا اب مدینے بلا
آئے مجھ کو مزا اب مدینے بلا
آنہ جائے قضا اب مدینے بلا
تجھ سے ہے التجا اب مدینے بلا
میں بھی کہہ دوں شہا اب مدینے بلا
دھڑکنوں نے کہا اب مدینے بلا
اپنا غم دے شہا اب مدینے بلا
دل کا سب ماجرا اب مدینے بلا
اپنا کہہ دے شہا اب مدینے بلا

اَکْثَرُ مُصْطَفٰی ﷺ

آگئے مصطفیٰ مرجا مرجا
 مومنو جھوم کر اپنے لب چوم کر
 آئے مشکل کشا مرجا مرجا
 عید میلاد کی وہ خوشی ہے ملی
 آئے ختم الرسل اور مختارِ کل
 جھومتا ہے فلک سارے خوش ہیں ملک
 کعبہ بھی جھک گیا وجد کرنے لگا
 ہاں ولادت ہوئی پیر کے دن تری
 آمنہ بی کے گھر آئے خیر البشر
 آمنہ کا پسر اُن کا نورِ نظر
 بے کسو بے بسو کوئی غم نہ کرو
 ہر طرف نور کا شامیانہ بنا
 پاکے انگشت کا اک اشارہ تیرا
 کہہ دو اے بھائیو! تم بھی اے عاشقو!
 اے حلیمہ تیری کیسی قسمت کھلی
 بلبلیں خوشنا دیکھو گاتی ہیں کیا
 غم کے مارو سنو بے سہارو سنو
 دل نگارو سنو بیقرارو سنو
 ماہ پارو سنو اے ستارو سنو
 صدقہ عطار کا دے دو سب کو شہا

تمہاری دید کا پیاسا

تمہاری دید کا پیاسا ہوں جام ہو جائے
علی کے واسطے سورج کو پھیرنے والے
حضور دیجئے اذنِ مدینہ اب جلدی
جہاں پہ ملتی ہے مر کے حیاتِ جاوداں
اور نہ شاعری ہوس ہے نہ یہ تمنا کہ
تمنا اتنی ہے صدقے میں اعلیٰ حضرت کے
کہیں حضور مجھے کاش روزِ محشر میں
پڑھوں میں کاش پھر ایسا سلام محشر میں

بچھا دیا ہے یہ دل اب خرام ہو جائے
اشارہ کردو تو میرا بھی کام ہو جائے
نہ جانے کب میری دنیا میں شام ہو جائے
وہیں پہ عمر میری بھی تمام ہو جائے
کلام میرا بھی مقبولِ عام ہو جائے
مدح خوانی میں میرا بھی نام ہو جائے
کہ غلام آج بھی کوئی کلام ہو جائے
کہ ساتھ میرے ہر اک خاص و عام ہو جائے

میرے آقا ﷺ کرم کردو

پکارا ہے تمہیں سرور مرے آقا کرم کردو
بچالو تم مجھے سرور مرے آقا کرم کردو
کرو سب دُور اے سرور مرے آقا کرم کردو
مجھے اچھا کردو سرور مرے آقا کرم کردو
فقط اُمید ہے تم پر مرے آقا کرم کردو
مجھے اچھا کرو سرور مرے آقا کرم کردو
بہت بے تاب ہوں دلبر مرے آقا کرم کردو
مجھے ستھرا کرو سرور مرے آقا کرم کردو
ہے روز افزوں ترقی پر مرے آقا کرم کردو
بہت لگتا ہے مجھ کو ڈر مرے آقا کرم کردو
مرے دلبر مرے یاد مرے آقا کرم کردو
مرے حامی مرے دلبر مرے آقا کرم کردو
اے میرے شافعِ محشر مرے آقا کرم کردو
سب عطار تُو نہ ڈر مرے آقا کرم کردو

بڑی اُمید ہے تم پر مرے آقا کرم کردو
مجھے چاروں طرف سے مشکلوں نے گھیر رکھا ہے
مرے امراضِ روحانی مرے امراضِ جسمانی
طبییوں کے طبیب آقا حبیبوں کے حبیب آقا
زمانے کے طبییوں نے مجھے مایوس کر ڈالا
شفائے کاملہ و نافعہ و عاجلہ دے دو
مجھے جلدی مدینے میں بلالو یا رسول اللہ
مرا ظاہر بھی اچھا ہو مرا باطن بھی اچھا ہو
گناہوں کی بری عادت نے مجھ کو مار ڈالا ہے
شرورِ نفس و شیطان سے بچا لیجئے شہا برباد ہونے سے
مرا مسکن مدینہ ہو مرا مدفن مدینہ ہو
میرا ایماں بچا لیجئے شہا برباد ہونے سے
نزع کے وقت قبر و حشر میں تم ہی سنبھالو گے
چھپا کر دامنِ اقدس میں یہ ارشاد ہو جائے

تیرے در کا بھکاری ہوں

تیرے در کا بھکاری ہوں میرا کام صدا دینا
دیدار کی حسرت میں بڑی دُور سے آیا ہوں
ٹوٹے ہوئے دل لے کر آئے ہیں قدموں میں
کچھ اور نہ میں مانگوں بس ایک تمنا ہے
بیمار ہوں عصیاں کا کرے کون دوا میری
قسمت کو بھی کرنا ہاتھوں میں تمہارے
کالک میرے جرموں کی کردے نہ کہیں رُسوا
صدقے میں نواسوں کے اور واسطے زہرا کے
جب حشر کے میداں میں سایہ نہ کہیں ہوگا
جب جان لبوں پر ہو آجانا سر بالیں
حشر میں یہ تمنا ہے سرکار یہ فرمائیں

جھولی کو میری بھرنا بگڑی کو بنا دینا
تم چہرہ انور سے پردہ تو ہٹا دینا
دنیا کے ہیں ٹھکرائے قدموں میں جگہ دینا
اس دل کو چلا دینا اور جاں کو چلا دینا
تم جانِ مسیحا ہو سرکار شفا دینا
تقدیر میری سوئی سرکار جگا دینا
عصیاں کی سیاحی کے سب داغ مٹا دینا
سرکار کرم کرنا پچھڑوں کو ملا دینا
سرکار کرم کرنا دامن میں چھپا لینا
دیدار عطا کرنا کلمہ بھی پڑھا دینا
چلو اٹھو کہ سگِ عطار اک نعت سنا دینا

غم کی چھائی ہے پھر گھٹا آقا ﷺ

غم کی چھائی ہے پھر گھٹا آقا	زخمی دل پھر ہوا آقا
دل کی حالت میری نہیں اچھی	میرے عیسیٰ کرو دوا آقا
صبر ہوتا نہیں گناہوں پر	حال اتنا بگڑ چکا آقا
اس طرف بھی کرو کوئی پھیرا	بندہ بے حد ہے غمزدہ آقا
ضبطِ غم کس طرح سہوں مولیٰ	دل تو چھوٹا ہے غم بڑا آقا
شدتِ غم سے ہوں نڈھال بہت	آپ آکر کرو دوا آقا
چوٹ گہری ہے زخم تازہ ہے	ہو کرم بہرِ مرتضیٰ آقا
خواب جتنے تھے سارے ٹوٹ گئے	دل جو ٹوٹا بکھر گیا آقا
بد گمانی نہ دل میں آئے کبھی	بہرِ عطار اور ضیاء آقا
جیت جائیں گے ایک دن ہم بھی	ساتھ تیرا اگر ملا آقا
نیتیں ہیں عیاں سبھی تجھ پر	میں نے چاہا ہے کب برا آقا
مجھ کو راضی اسی پر کر مولا	جو رب کی تیری رضا آقا
تیرے در سے ملیں ہمیں خوشیاں	اور کسی کا نہ ہو بُرا آقا
ایک میری بھی یہ تمنا ہے	جو ہیں پھڑے انہیں ملا آقا
دور ہوں یا کہ قریب تیرے	سننے ہو سب کی صدا آقا

قطعہ تاریخ رحلت

محبوب نعت خوان صاحبِ لولاک ﷺ

پاک دلہ الحاج قاری محمد مشتاق احمد قادری عطاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

۱۴۲۳ھ - ۲۰۰۲ء

نتیجہ منکر: صاحبزادہ فیض الامین فاروقی ایم۔ اے عونیاں شریف ضلع کجرات

دے گیا اہل جہاں کو داغِ فرقت دائمی
بہر نعتِ مصطفیٰ تھی وقفِ اس کی زندگی
اس کا سینہ تھا مژین جلوۂ ایمان سے
تھا امیر اہل سنت کے کرم سے بہرہ یاب
رحمتِ حق نے لیا آغوش میں بڑھ کر اسے
اس کے مرقد پر ہمیشہ بارشِ انوار ہو
سالِ رحلت اس شہیدِ عشق کا فیض الامین
چل دیا مشتاق احمد قادری قدسی صفات

مادِ محبوب حق مشتاق احمد قادری
لحٰنِ داؤدی خدا نے تھا عطا اس کو کیا
ألفت خیر الوریٰ تھی اس کی رگ رگ حس میں رہی
سیرت و کردار میں تھا اک مثالی آدمی
جانبِ فردوسِ اعلیٰ روح جب اس کی چلی
باغِ جنت میں اُسے حاصل رہے آسودگی
لکھ دو مقبول الہ مشتاق احمد قادری
یوں کہا ہاتف نے مجھ سے سالِ رحلت عیسوی

عطار کا پیارا

(امیر اہلسنت ابوبلال مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ)

دعوتِ اسلامی کے مرکزی مجلس شوریٰ کے نگران حسنی محمد مشتاق قادری عطاری
کی سخت علالت کے ایام میں بارگاہِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں یہ استغاثہ پیش کیا گیا۔

مرے مشتاق کو کوئی دوا دو یا رسول اللہ
طبیعوں نے مریض لا دوا کہہ کہہ کے ٹالا ہے
مرا مشتاق مولیٰ کب تک تڑپے گا بے چارہ
مرے مشتاق کے اُجڑے چمن میں پھر بہار آئے
مرے مشتاق رنجیدہ پہ کر دو چشمِ کرم آقا
کرم سے اب سر بالیں شہا تشریف لے آؤ
شفا پا کر یہ نعتیں پڑھ کے پھر تڑپانے لگ جائے
شہا مشتاق کب تک در بدر کی ٹھوکریں کھائے
کرم کر دو ترس کھاؤ دُکھی دل کی صدا سن لو
سنو یا مت سنو یہ رُٹ لگائے جائیں گے ہم
فقط امراضِ جسمانی کی ہی کرتا نہیں فریاد
پے نیکی کی دعوت دوڑتا پھرتا نظر آئے
شہا مشتاق کو حج کی سعادت پھر عطا کر دو
رضا پر رب کی راضی ہیں تمہارے ہم بھکاری ہیں
گناہوں سے میں توبہ کرتا ہوں تم گواہ رہنا
مجھے سکرات میں کلمہ پڑھا کر میٹھی میٹھی نیند
تمہاری یاد میں ہر دم ترہتا ہی رہوں آقا
مجھے اذنِ مدینہ تم شہا دو یا رسول اللہ
مری تاریک راتیں جگمگاؤ یا رسول اللہ
شہا عطار کا پیارا ہے یہ مشتاق عطاری
لحدِ عطار کی ہے حیرہ و کارِ رحمتِ عالم

دوا دے کر شفاۓ کاملہ دو یا رسول اللہ
بنانا کام ان کا عندیہ دو یا رسول اللہ
دوا دے کر شفاۓ کاملہ دو یا رسول اللہ
کلی پڑ مردہ دل کی تم کھلا دو یا رسول اللہ
بچارے غم کے مارے کو ہنسا دو یا رسول اللہ
اسے دیدار کا شربت پلا دو یا رسول اللہ
لعاب اپنا اسے آکر چٹا دو یا رسول اللہ
کہاں جائے بچارہ تم بتا دو یا رسول اللہ
بلا مشتاق سے ہر اک ہٹا دو یا رسول اللہ
شفا دو یا رسول اللہ شفا دو یا رسول اللہ
گناہوں کے امراض سے بھی شفا دو یا رسول اللہ
مرے مشتاق کو ایسا بنا دو یا رسول اللہ
بلا کر سبز گنبد بھی دکھا دو یا رسول اللہ
ہماری آخرت بہتر بنا دو یا رسول اللہ
شہا! اپنے خدا سے بخشوادو یا رسول اللہ
کرم سے اپنے قدموں میں سلا دو یا رسول اللہ
مرے سینے میں عشق ایسا رچا دو یا رسول اللہ
دکھا دو گنبدِ خضرا دکھا دو یا رسول اللہ
مجھے تم جلوۂ زیا دکھا دو یا رسول اللہ
یہی مژدہ اسے تم بھی سنا دو یا رسول اللہ
پے قطبِ مدینہ جگمگا دو یا رسول اللہ

مرے مشتاق ایسے تھے

مجسمہ اک شرافت کا مرے مشتاق ایسے تھے
کہ رکھتے پھول سا لہجہ مرے مشتاق ایسے تھے
مثالی حسن سادہ مرے مشتاق ایسے تھے
تبسم تھا گلستا سا مرے مشتاق ایسے تھے
تھا سب سے منفرد لہجہ مرے مشتاق ایسے تھے
وہ تھے قدرت کا ایک تحفہ مرے مشتاق ایسے تھے
تھا ایسا دہر میں شہرہ مرے مشتاق ایسے تھے
اُجاگر کیا لکھے خامہ مرے مشتاق ایسے تھے

تھی جن کی فکر پاکیزہ مرے مشتاق ایسے تھے
جگاتے تھے وہ بیٹھے بول کا جادو دلوں میں یوں
تھی ان کی باتوں میں خوشبو وہ پیکر خوش مزاجی کے
وہ چہرہ جن کا بھولا سا نگاہیں با حیا جس کی
مجھے شیریں سی لگتی تھی کچھ ایسی تھی صدا ان کی
ثناء خواں تھے وہ قاری تھے مبلغ تھے وہ نگراں تھے
صدا سے نعت کی جن کی زمانہ گونجتا تھا خوب
لقب جن کو دیا مرشد نے خود ”عطار کا پیارا“

ثناء خواں تھے حضرت مشتاق

مرے دل کا سہارا ہیں ثناء خواں حضرت مشتاق
کہ طوقاں میں کنارا ہیں ثناء خواں حضرت مشتاق
درخشندہ ستارا ہیں ثناء خواں حضرت مشتاق
محبت کا وہ دھارا ہیں ثناء خواں حضرت مشتاق
عجب اُلفت نظارا ہیں ثناء خواں حضرت مشتاق
جہاں پہ آشکارا ہیں ثناء خواں حضرت مشتاق
وہ روشن استعار ہیں ثناء خواں حضرت مشتاق

مری کلفت کا چارہ ہیں ثناء خواں حضرت مشتاق
سلاطین خیز موجیں بھی مجھے لاتی ہیں ساحل پر
ثناء کے آسماں پر جگمگاتے ہیں بلندی پر
رسولوں سے صحابہ سے اماموں سے محبت ہے
محمد کے ہیں یہ مشتاق دنیا ان کی ہے مشتاق
امیر اہلسنت سے دیوانہ وار اُلفت تھی
اُجاگر شخصیت کے زاویے ان کے ہوئے تاباں

شیریں سخن خطاب

(علامہ رجب علی نصرت نعیمی)

عالی صفت جناب ہیں مشتاق قادری	تابندہ آفتاب ہیں مشتاق قادری
مسلک کی آب و تاب ہیں مشتاق قادری	شیریں سخن خطاب ہیں مشتاق قادری
احمد رضا کے عشق و محبت کے باغ کا	مہکا ہوا گلاب ہیں مشتاق قادری
نعت شریف پڑھنے کی تاریخ کا حسین	روشن ترین باب ہیں مشتاق قادری
عشق نبی کے ذڑوں سے دل پُر ضیا کیا	رنخشندہ ماہتاب ہیں مشتاق قادری
طیبہ کے پُر بہار نظاروں میں گم رہے	ہر لمحہ کامیاب ہیں مشتاق قادری
یادِ نبی میں ڈوب کے ہر نعتِ پاک کو	پڑھنے میں لا جواب ہیں مشتاق قادری
عامل رہے حضور کی سنت کے ہر نفس	بے مثل اک کتاب ہیں مشتاق قادری
صدیوں رہے گا نقشِ ہر اک دل پہ ان کا نام	کس درجہ باریاب ہیں مشتاق قادری
نصرت وہ آج عالم برزخ میں ہر نفس	جلوؤں سے فیضاب ہیں مشتاق قادری

بلبلِ شہرِ نبی ﷺ

(عزیز الدین خاکی عطاری قادری)

رب تعالیٰ کی ہے رحمت حضرتِ مشاق پر
حضرتِ غوث الوریٰ کے آپ ہی جھنڈے تلے
زندگی بھر آپ نے سرکار کی نعمتیں پڑھیں
اُسوۂ سرکار کی تبلیغ کی پہنچے جہاں
ان کے لب پر ہر گھڑی تھی حمد و نعت و منقبت
آپ نے پایا خطاب بلبلِ شہرِ نبی
قربت و صحبت عطا کی حضرتِ عطار نے
سرورِ دین کی ہے شفقت حضرتِ مشاق پر
ہے یہ عطاری عنایت حضرتِ مشاق پر
مہرباں تھی خوب قسمت حضرتِ مشاق پر
شیخ کی چھائی تھی نسبت حضرتِ مشاق پر
چھائی تھی قادریت حضرتِ مشاق پر
سایہ افکن ہے طریقت حضرتِ مشاق پر
یوں نہیں خاکیؔ کو حیرت حضرتِ مشاق پر

یاد آتی ہے بڑی

(محسن علی محسن)

قربتوں کی وہ گھڑی مشتاق عطاری تری
نعت پڑھنے کا تیرا انداز خوش الحان ہے
ذکرِ آقا کے ویلے تیرے سر سے ٹل گئی
کرتے ہیں اقرار فیضانِ مدینہ کے غلام
یاد آئے گی یقیناً ہر قدم یاد آئے گی
دعوتِ اسلامی کی ترویج میں ہر ایک ہل
پیر و مرشد کی دعا احمد رضا کے فیض سے
قبر میں بھی حشر میں بھی کام تیرے آئے گی
سوچتا ہے محسنِ نختہ جگر یہ رات دن
یاد آتی ہے بڑی مشتاق عطاری تری
یہ ادائے دلبری مشتاق عطاری تری
مشکلوں کی ہر گھڑی مشتاق عطاری تری
بات ہوتی ہے کھری مشتاق عطاری تری
دوستوں کو محوری مشتاق عطاری تری
خدمتوں میں برتری مشتاق عطاری تری
عزت و شہرت بڑھ گئی مشتاق عطاری تری
آنسوؤں کی ہر لڑی مشتاق عطاری تری
کاش پاتا رہبری مشتاق عطاری تری

دل میں مقام کر گیا

(محسن علی محسن)

اک ایسا کرم کر گیا مشتاق قادری
مرشد کا احترام بھی اس طرح کریں
نیکی کا درس دے کر خشوع و خضوع کے ساتھ
عشق رسول میں بسا کر ادب کے ساتھ
محشر کے روز لہنی وہ بخشش کے واسطے
کہا ہے سب زمانہ کہ ذکرِ حضور کو
فیضانِ مدینہ سے وہ دینِ مبین کا
جو اہل دل ہیں ان کے دلوں میں اتر گیا
اک روز وہ ادریس میرے خواب میں آیا
محسن بھی چند اٹک عقیدت کے چند پھول
مرشد کا نام کر گیا مشتاق قادری
جو احترام کر گیا مشتاق قادری
دل میں مقام کر گیا مشتاق قادری
حجت تمام کر گیا مشتاق قادری
سب انتظام کر گیا مشتاق قادری
دنیا میں عام کر گیا مشتاق قادری
پیغام عام کر گیا مشتاق قادری
جو بھی کلام پڑھ گیا مشتاق قادری
آکر سلام کر گیا مشتاق قادری
تیرے ہی نام کر گیا مشتاق قادری

بلبلِ باغِ مدینہ

(جناب شوکت علی شوکت قادری)

کچھ ایسے نیک دل انسان ہیں مشتاقِ قادری
عقیدت کی نظر سے دیکھنے والے یہ کہتے ہیں
یہ صدقہ ہے جہاں میں اپنے مرشد سے عقیدت کا
ملی ہے دولتِ عشقِ نبی بھی ان کو مرشد سے
ملا ہے بلبلِ باغِ مدینہ کا لقب ان کو
جب ان کی نعت سنتے ہیں دلوں کو چین ملتا ہے
شرف بخشا ہے رب نے آپ کو حج اور عمرے کا
محبت تھی ہمیشہ آپ کو فیضانِ سنت سے
پڑھی جب نعت محفل میں تو سامع جھوم اٹھتے ہیں
عیاں ہے راز یہ کردار و سیرت کی حقیقت سے
نوازا ہے خدا نے ان کو شوکتِ خاصِ رحمت سے

کسی کا دل کسی کی جان ہیں مشتاقِ قادری
کہ اپنی آپ خود پہچان ہیں مشتاقِ قادری
دلوں کا آپ ہی ارمان ہیں مشتاقِ قادری
بظاہر بے سر و سامان ہیں مشتاقِ قادری
جہانِ نعت کے سلطان ہیں مشتاقِ قادری
سکونِ قلب کا سامان ہیں مشتاقِ قادری
عطائے مرشد و رحمن ہیں مشتاقِ قادری
رو سنت پہ یوں قربان ہیں مشتاقِ قادری
کچھ ایسے آپ خوش الحان ہیں مشتاقِ قادری
کتابِ عشق کا عنوان ہیں مشتاقِ قادری
کہ ہر چشمِ طلب کا مان ہیں مشتاقِ قادری

محبت سے بھرے انسان

(شاعر علی شاعر)

ہر اک دل کا حسیں ارمان تھے مشتاق عطاری
کچھ ایسے صاحب ایمان تھے مشتاق عطاری
گناہوں سے سدا انجان تھے مشتاق عطاری
یقین و آگہی کی جان تھے مشتاق عطاری
خلوص و پیار کی پہچان تھے مشتاق عطاری
کچھ ایسی حکمت و عرفان تھے مشتاق عطاری
زبان شیریں تھے خوش الحان تھے مشتاق عطاری
نقش کا عجب فیضان تھے مشتاق عطاری
زمانے میں بہت ذیشان تھے مشتاق عطاری

محبت سے بھرے انسان تھے مشتاق عطاری
مبلغ سنتوں کے تھے عقیدہ پختہ کرتے تھے
وہ اچھے کام کرتے تھے محبت نیکیوں سے تھی
انہیں دیدار آقا کا ہوا بیدار آنکھوں سے
غلام مصطفیٰ کو تھی محبت نعت سے بے حد
انہیں جب دیکھتے تھے ہوتا تھا ایمان پختہ کہ
لقب عطار نے جو بلبل شیریں سخن بخشا
نجانے کتنے دل ان سے تسلی پا رہے تھے کہ
جہان نعت میں یکتا گل بے مثل تھے شاعر

ہر دل کے تاجدار

(پروفیسر عابد سلطانی برہانپوری)

محبوب کردگار ہیں مشتاق عطاری	اسلام پر ثمار ہیں مشتاق عطاری
عشق نبی کی شمع تھی سینے میں ضوفاں	عشاق کا غیار ہیں مشتاق عطاری
ہر آن سنتوں کا رکھا کرتے تھے خیال	سنت کے پاسدار ہیں مشتاق عطاری
عطاریوں کے واسطے مینارہ نور کا	ہر اک کے دوستدار ہیں مشتاق عطاری
نام نبی جو سنتے تو ہوتے تھے اشکبار	مہجور و دلفگار ہیں مشتاق عطاری
میخانہ مدینہ سے رکھی سدا غرض	اک ایسے بادہ خوار ہیں مشتاق عطاری
عابد میں ان کی خوبیاں کیا کیا پیاں کروں	ہر دل کے تاجدار ہیں مشتاق عطاری

آقا ﷺ کی محبت میں سرشار

(بابو غلام حسین غلام قادری ضیائی)

آقا کی محبت میں سرشار تھے بھائی مشتاق
عہدِ دوراں کیلئے ایک عمل کا پیکر
اپنے مرشد پہ فدا ہونے کو ہر دم تیار
کوئی لہنا ہو پرایا ہو سبھی کے ہمدرد
ان کا مرنا اک سانحہ ہے غلام

دعوتِ اسلامی کا کردار تھے بھائی مشتاق
اور ثناء کیلئے معیار تھے بھائی مشتاق
دین کے سچے وقادار تھے بھائی مشتاق
بے سہاروں کے طرفدار تھے بھائی مشتاق
میرے محسن تھے روادار تھے بھائی مشتاق

حق دارِ احترام

(ڈاکٹر محمد ظہور خان پارس)

خوش خلق خوش کلام تھے مشتاق قادری
مرشد کے پیروکار شریعت کے پاس دار
بیدار آنکھ سے کیا دیدارِ مصطفیٰ
بد مذہبوں کے سامنے سینہ سپر رہے
نعتِ رسول پڑھتے تھے وارفتگی کے ساتھ
بچتے رہے ہمیشہ گناہوں سے بالیقین
اپنے حریفِ جاں کو بھی کرتے تھے معاف وہ
بھر بھر کے پی ہے پیر سے توحید کی شراب
پارس بڑائی لفظوں میں ان کی ہو کیا بیاں

مشہور خاص و عام تھے مشتاق قادری
سرکار کے غلام تھے مشتاق قادری
کیسے بلند مقام تھے مشتاق قادری
شمشیر بے نیام تھے مشتاق قادری
یوں وقف ان کے نام تھے مشتاق قادری
حق دارِ احترام تھے مشتاق قادری
لیتے نہ انتقام تھے مشتاق قادری
معمور شوق جام تھے مشتاق قادری
کرتے بڑے وہ کام تھے مشتاق قادری

سچے عاشقِ عطار

(ڈاکٹر محمد ظہور خان پارس)

عمل سے صاحبِ کردار تھے مشتاقِ عطاری
خطابت اور امامت کا نبھایا منصبِ عالی
نبی سے اتباع کر کے نبھائی پیر کی سنت
منور کر دیں اپنی دید سے مشتاق کی آنکھیں
محبت دوستوں پیر و جواں بچوں سے تھی ان کو
جھلکتا تھا جنونِ عشق ان کی نعتِ خوانی سے
نبی کی سنتوں پر زندگی کو باعمل رکھا
دہل جاتے دل دشمن کے ان کا سنتے ہی
چمکتا تھا بلندی پر ستارہ ان کی شہرت کا
دُکھی انسان کی دل جوئی کرنا کام تھا ان کا
گھٹاتے ہیں مقامِ مصطفیٰ جو ان سے وہ ہر دم
کریں مشتاق کی بخشش کا سامانِ حشر میں آقا
بیاں کردی حقیقت ان کی پارسِ بے ریا میں نے

کلیم حق وہ خوش گفتار تھے مشتاقِ عطاری
شریعت کے علمبردار تھے مشتاقِ عطاری
وہ سچے عاشقِ عطار تھے مشتاقِ عطاری
مقربِ سیدِ ابرار تھے مشتاقِ عطاری
خلوص و پیار کا معیار تھے مشتاقِ عطاری
نبی کے عشق سے سرشار تھے مشتاقِ عطاری
جہانِ زیست سے بے زار تھے مشتاقِ عطاری
شریعت کی کھلی تلوار تھے مشتاقِ عطاری
وہ روشن نور کا مینار تھے مشتاقِ عطاری
وہ سب کے مونس و غمخوار تھے مشتاقِ عطاری
اُبھنے کیلئے تیار تھے مشتاقِ عطاری
تمہارے عشق میں بیمار تھے مشتاقِ عطاری
مے عرفاں کے وہ میخوار تھے مشتاقِ عطاری

تم پر خدا کا فضل ہو

(طاہر حسین سلطانی قادری اثاوی)

مشتاق تم پہ حشر میں شفقت نبی کی ہو
اللہ نے اثر بھی دیا تھا زبان میں
اللہ نے دیا تھا تجھے رُتبہ بھی اعلیٰ
اللہ اور رسول کو یہ بھائی ادا
رہ جہاں سے اور نبی سے قریب تھے
آدابِ نعت گوئی کا رکھتے تھے وہ شعور
بھرپور پیروی کی دین میں کی
جیسے کہ باغِ عشق میں کوئی کلی کھلی
آواز تیری صورتِ سوغات رہے گی
نظروں کے سامنے سے گزرتے رہو گے تم
مشتاق پر کرم مرے مولا سدا کرم

تم پر خدا کا فضل ہو رحمت نبی کی ہو
سنت نبی کی عام کی تم نے جہاں میں
تو دین رسالت کا مبلغ تھا نرالا
مشتاق دل و جان سے مرشد پہ تھے فدا
عالم تھے باعمل تھے بڑے خوش نصیب تھے
تھے نعت خواں عظیم گلے میں تھا ان کے نور
مدحت سرائی خوب کی سرورِ دیں کی
مشتاق جب ملے تو محبت سے یوں ملے
تیری لحد میں نور کی برسات رہے گی
عطاریوں کے دل میں دھڑکتے رہو گے تم
طاہر نے اپنے پیار کو یوں کر دیا رقم

مدینے کی فضاؤں میں

(محمد احمد کمال شاہ جہاں پوری)

سنو عطار کے پیارے کی نعتیں ہیں ہواؤں میں
جناب حضرت مشتاق ایسے ہی ثناء خواں ہیں
مہک عطار کی لے کر اٹھے اور چھا گئے ہر سو
پڑھیں مشتاق نعتیں جب مدینہ دیکھتے ہیں سب
بہت عطار کے پیارے ہیں یہ مشتاق عطاری
کمال ان کے ثناء خواں مر کے بھی زندہ ہی رہتے ہیں

ہوائیں لے کے جائیں گی مدینے کی فضاؤں میں
جو رہتے ہیں ہمیشہ نعت خوانوں کی دعاؤں میں
یہ خوشبو ماشاء اللہ بس گئی ان کی وفاؤں میں
مدینہ کس قدر نزدیک ہے ان کی صداؤں میں
یہ ہیں وہ پھول جو رہتے ہیں خوشبو کی قباؤں میں
یہ شامل ہوتے رہتے ہیں مدینے کے گداؤں میں

ترتبت پہ برستی رہے رحمت

(محمد احمد کمال شاہ جہاں پوری)

ترتبت پہ برستی ہے رحمت اللہ اللہ اللہ اللہ
کرتے رہے آقا کی مدحت اللہ اللہ اللہ اللہ
اس ذکر سے پائی ہے عظمت اللہ اللہ اللہ اللہ
اس ذکر کی دی سب کو دعوت اللہ اللہ اللہ اللہ
کردیں گے عطا آقا جنت اللہ اللہ اللہ اللہ
دامن میں دین کی ہو دولت اللہ اللہ اللہ اللہ
غوث الاعظم سے ہے نسبت اللہ اللہ اللہ اللہ

عطارد کے پیارے کی ترتبت اللہ اللہ اللہ اللہ
مشتاق ثناء خواں تھے پیارے کہتے ہیں یہ عطاری سارے
مشتاق نے حمد پڑھیں پیاری عطاری ہوئے سارے واری
محفل آقا کی سجاتے رہے اور درس کے پھول لٹاتے رہے
مشتاق میرے ان شاء اللہ ہر ذکر کا پائیں گے صدقہ
عطاری کمال ہیں یہ کہتے ہیں جس وقت بھی جائیں دنیا سے
مشکل کوئی قبر میں کیوں آئے مشتاق وہاں بھی سکوں پائے

مشتاق عطاری کو سلام

پڑھ گئے مشتاق عطاری بہت پیارے کلام
پنجتن کے ذکر کی خوشبو لٹا کر کہہ گئے
جھوم اٹھے سن کے سارے مرجبا کہنے لگے
حضرت داتا قلندر لال غازی بو علی
تھے فدا مشتاق ان پر ہیں یہ سب چشتی چراغ
سارے ولیوں کا کیا مشتاق نے بے حد ادب
ذکر میں اور درس میں دیکھا کمال ان کا کمال

اب بھی سنتے ہیں محبت سے انہیں ہم صبح و شام
ہے معطر پانچ پھولوں سے ہی یہ عالم تمام
غوث الاعظم کا پڑھا مشتاق نے ایسا کلام
ان پہ تھے مشتاق صدقے سب کا کرتے احترام
حضرت خواجہ قطب گنج شکر صابر نظام
غوث الاعظم کا تو اکثر جھوم کر لیتے تھے نام
نعت خواں مشتاق عطاری کو کرتے ہیں سلام

آقا ﷺ کے غلام آنے

(محمد احمد کمال شاہ جہاں پوری)

صحرائے مدینہ میں آقا کے غلام آئے
عطار کے پیارے نے سرکار کی نعت پڑھی
عطار کے دیوانو! مشتاق نے فرمایا
مشتاق کے آنسو تھے قربان مدینے پر
مشتاق کی تھی یہ دعا اس ملک میں اے اللہ
مشتاق کے حق میں یہ مانگی ہے کمال دعا
عطار کے پیارے کو سب کرنے سلام آئے
یہ دھوم مچی ہر سو سننے کو تمام آئے
وہ کام کرو پیارا جو حشر میں کام آئے
ہم سب کی محبت میں یہ پیارا مقام آئے
سرکار رہیں راضی اک ایسا نظام آئے
نعتوں کے چراغ جلیں جب قبر میں شام آئے

پیارے کی بخشش

(محمد احمد کمال شاہ جہاں پوری)

مشتاق کی نعتوں کی ہے دھوم زمانے میں
مشتاق نے نعت پڑھی دیوانوں میں دھوم مچی
عطار کے پیارے کی بخشش کا ہیں سرمایا
عطار کے پیاروں نے مانگی یہ دعا اکثر
مشتاق کو پیاری تھی یہ دعوتِ اسلامی
کہتے ہیں کمال سب ہی ہر جشن میں آقا کے
کرتے تھے بہت محنت محفل کے سجانے میں
انداز بہت ہے حسیں ہر نعت ستانے میں
مشتاق کی ہیں بہت نعتیں نعتوں کے خزانے میں
مشتاق کے جیسا ہو اپنے گھرانے میں
مصروف رہے مدنی پھولوں کے کھلانے میں
مشتاق رہے آگے جھنڈے لہرانے میں

مشتاق جنت میں جائیں

(محمد احمد کمال شاہ جہاں پوری)

مانگی عطار نے یہ دعا ہے پیارے مشتاق جنت میں جائیں
واسطہ مولا شاہ حرم کا ان پہ برساتے بادل کرم کا
نورِ تبلیغ سے قبر چمکے نعتِ سرکار سے خوب مہکے
درس دیتے رہے ایسا پیارا درس کا نور دل میں اُتارا
حمد اور نعت جو بھی پڑھی ہیں اب بھی کانوں میں وہ گونجتی ہیں
دوست احباب بھائی منور ہے کمال آج سب کے لبوں پر
مولا سب کی یہی التجاء ہے پیارے مشتاق جنت میں جائیں
کہتا آقا کا ہر اک گدا ہے پیارے مشتاق جنت میں جائیں
مولا دلوں کی صدا ہے پیارے مشتاق جنت میں جائیں
کہ کہا درس جس نے لیا ہے پیارے مشتاق جنت میں جائیں
جھوم کر روح نے یہ کہا ہے پیارے مشتاق جنت میں جائیں
اب یہی عرض میرے خدا ہے پیارے مشتاق جنت میں جائیں

عرس ہے مشتاق کا

(محمد احمد کمال شاہ جہاں پوری)

اس کو خوشبو سے بسائیں عرس ہے مشتاق کا
مل کے سب چادر چڑھائیں عرس ہے مشتاق کا
جھوم کر نعتیں سنائیں عرس ہے مشتاق کا
بول سب چل کر لٹائیں عرس ہے مشتاق کا
اٹک آنکھوں میں چھپائیں عرس ہے مشتاق کا
منقبت آکر سنائیں عرس ہے مشتاق کا

آؤ سب تربت سجاویں عرس ہے مشتاق کا
حضرت عطار کے پیارے سے سب کو پیار ہے
نعت کی پیاری سی محفل کا کریں ہم اہتمام
قبر پر مشتاق کی عطار کے پیارو چلو
آج تو بھائی منور اور بلال قادری
کہہ رہے ہیں یہ بلال قادری سب سے کمال

دل کی صدا مشتاق عطاری

منگتوں کے دل کی ہے صدا مشتاق قادری
دنیا کے غم میں پھنس گیا کہ دو عطا مجھے
ہے زندگی گزری نبی کی ثناء میں
دونوں جہاں کی سرخروئی ہو گئی نصیب
نظر کرم خدا را! بڑھتا ہے مرضِ عصیاں
کیا شان تم نے پائی، رب نے عزت بڑھائی
مشتاق تیرے در پر، ہو غم اب میرا سر
غوث و رضا کا واسطہ ارمان ہو یہ پورا
مشتاق مرشدی کے گلستان کا پھول ہے
ہو جائیں دور سارے سب رنج و غم ہمارے

بھرو نہ دامن اب میرا مشتاق قادری
غم سرورِ عالم کا مشتاق قادری
تھی تم کو نبی کی عطا مشتاق قادری
عطار کا ہے پیارا مشتاق قادری
دے دو نہ مجھ کو تم شفا مشتاق قادری
ہر کوئی ہے یہ کہہ رہا مشتاق قادری
اور جاں بھی ہر میری فدا مشتاق قادری
دیکھوں میں جلوہ آپ کا مشتاق قادری **۱**
اور آنکھ کا ہے تارا مشتاق قادری
ایسی ہو کرم کی عطا مشتاق قادری

ثناء خوان رسالت ﷺ

(ضیاء الرحمن قادری)

صد آ ثنا خوان رسالت نہیں رہا
تھا عندیلب گلشن سرکارِ دو عالم
ہم اس کے تھے مشتاق وہ مشتاقِ محمد
تھا سنتِ سرکار کا بے باک مبلغ
آواز جس کی گونج رہی ہے گلی گلی
تھا لاڈلا عطار کا اور آنکھوں کا تارا
جانا تو ضیاءِ تم کو بھی اک روز پڑے گا
تھی عاشقوں کو جس کی ضرورت نہیں رہا
اب وہ نشانِ حق و صداقت نہیں رہا
جو تھا نگاہ و قلب کی راحت نہیں رہا
ایسا گیا کہ جذبہٴ ہمت نہیں رہا
وہ سازِ نعتِ عشق و محبت نہیں رہا
اب چھوٹ گئی ان کی رفاقت نہیں رہا
جب وہ فدائے ماہِ رسالت نہیں رہا

دیدارِ مصطفیٰ ﷺ

(محمد صدیق عطاری قادری)

دین کا جذبہ ملا مشتاق کو	فیضِ مرشد ہے ملا مشتاق کو
پھول نعتوں کے سناؤ مل کے سب	مشتاق کی نعتیں سناؤ مشتاق کو
فیضِ مرشد کا شرف ان کو ملا	ہے عطائے مرشدی مشتاق کو
عشقِ مرشد کا پیا ہے جو جام	ہے عطائے مرشدی مشتاق کو
استقامت جو ملی مشتاق کو	ہے عطائے مرشدی مشتاق کو
استقامت مجھ کو بھی ایسی ملے	جیسی مرشد ہے ملی مشتاق کو
نہ کیا دیدارِ مصطفیٰ بھی	ہے عطاءِ سیدی مشتاق کو
عشقِ مشتاق کے قابل میں کہاں	بد کو دو ایسی عطا جیسی ملی مشتاق کو

آدمی تھا مگر با کمال

بزمِ جہان نعت کا گلِ بے مثال تھا
خوش بخت و خوش نصیب و خوش خصال تھا
موصوفِ باکمال تھا روشن خیال تھا
عشقِ رسول پاک سے وہ مالا مال تھا
زر کی ہوس اسے تھی نہ شوقِ منال تھا
عشقِ اولیٰں دل میں تھا سوزِ بلال تھا
اور ذکرِ مصطفیٰ میں عجب اس کا حال تھا
مرشد کا دستِ راست تھا وہ ہم خیال تھا
رنج و الم تھا پاس نہ کوئی ملال تھا
پورا ہوا جو آخری لب پر سوال تھا
خواہش نہ نام کی تھی نہ مطلوبِ مال تھا
اپنی مثال آپ وہ اپنی مثال تھا

ادنیٰ سا آدمی تھا مگر با کمال تھا
توفیقِ نعت گوئی اسے رب نے کی عطا
عاشقِ رسول پاک کے شیدائی اس کے تھے
لکلا جو دم حضور کا جلوہ تھا سامنے
حُبِ رسول کا وہ طلب گار تھا سدا
ایمان کی مٹھاس و حلاوت نصیب تھی
رہتا تھا روز و شب وہ گمن نعت خوانی میں
مرشد نے خود پڑھائی نمازِ جنازہ
سکھ چین اور سکون کی دولت تھی اس کے پاس
قربِ نبی کی دل میں تھا حسرت لئے ہوئے
شہرت کے آسمان پہ تھا مشتاقِ قادری
اس مختصر بیان میں شاعر میں کیا کہوں

رباعی مشتاق قادری

(نثار علی اجاگر)

گلزار کے پھولوں کی مہک ہے مشتاق آکاش کے تاروں کی چمک ہے مشتاق
آواز اترتی سی گئی ہے دل میں فردوس کے طاہر کی چمک ہے مشتاق

رباعی مشتاق قادری

(نثار علی اجاگر)

مشتاق عطاری تھے دل و دیدہ مخلوق خلق ان کی تھی گرویدہ وہ گرویدہ مخلوق
اور آج ہیں آسودہ آغوش لحد وہ مشتاق عطاری تھے پسندیدہ مخلوق

اے عندلیب باغِ رسالت تجھے سلام

(ضیاء الرحمن خان قادری)

اے عندلیب باغِ رسالت تجھے سلام
مخمور رہیں فضا میں تیری نعت گوئی سے
مقبولِ بارگاہِ خدا ہے، نہیں ہے شک
مرشد کی بھی نظروں کا ہے اس میں عملِ دخل
ہے ذمہ کرم پہ خدا کے تیرا صلہ
تا مرگ تھا زباں پہ تیری ذکرِ مصطفیٰ
مغموم ہیں فراق میں دل اہلِ عشق کے
شیدائیوں میں تیرے ضیاء کا بھی نام ہے

تجھ پر خدا کی خاص ہو رحمت تجھے سلام
کتنی حسیں ہے تیری حکومت تجھے سلام
کچھ ایسی کی ہے تُو نے عبادت تجھے سلام
پائی جو تُو نے عزت و شہرت تجھے سلام
لی ہے جو تجھ سے دیں کی خدمت تجھے سلام
کرتا رہا تو نعت تلاوت تجھے سلام
کیا تھی اجل کو ایسی بھی عجلت تجھے سلام
رکھتا ہے تجھ سے حُسنِ عقیدت تجھے سلام

دعائے مشتاق قادری

دنیا میں ہر آفت سے بچانا مولیٰ عقیقی میں بھی نہ کچھ رنج دکھانا مولیٰ
بیتھوں جو درِ پاک پیبر پہ حضور ایمان پہ اس وقت اٹھانا مولیٰ

(اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ)

دعائے مشتاق قادری

یا خدا جسم میں جب تک کہ میری جان رہے تیرے صدقے تیرے محبوب پہ قربان رہے
کچھ رہے یا نہ رہے پر یہ دعا ہے کہ امیرؔ نزع کے وقت سلامت میرا ایمان رہے

(امیر مینائی)

کلام امیر اہلسنت

کب گناہوں سے کنارا میں کروں گا یا رب مسدوحیل

کب گناہوں سے کنارا میں کروں گا یا رب!
 کب گناہوں کے مرض سے میں شفا پاؤں گا
 مگر ترے پیارے کا جلوہ نہ رہا پیشِ نظر
 نزع کے وقت مجھے جلوۂ محبوب دکھا
 قبر میں گر نہ محمد کے نظارے ہوں گے
 ڈنکِ پچھر کا بھی مجھ سے تو سہا جاتا نہیں
 گھپ اندھیرا ہی کیا وحشت کا بھیرا ہوگا
 مگر کفن پھاڑ کے سانپوں نے جمایا قبضہ
 ہائے معمولی سی گرمی بھی سہی جاتی نہیں
 آج بتا ہوں معزز جو کھلیں حشر میں عیب
 پل صراطِ آہ! ہے تلوار کی بھی دھار سے تیز
 قبر محبوب کے جلوؤں سے بسادے مالک
 مگر تُو ناراض ہوا میری ہلاکت ہوگی
 دردِ سر ہو یا بخار آئے تڑپ جاتا ہوں
 عفو کر اور سدا کیلئے راضی ہو جا
 تُو ہے مغفل وہ ہیں قاسم کیا جہاں کی پرداہ
 چشمِ غم دے غم سلطانِ اہم دے مولیٰ!
 دے دے مرنے کی مدینے میں سعادت دے دے
 مجھ گنہگار پہ مگر نظرِ کرم ہو جائے
 حج کا ہر سال شرف دے دے تو مکہ آکر!
 کاش! ہر سال مدینے کی بہاریں دیکھوں
 اذن سے تیرے سر حشر کہیں کاش! حضور

نیک کب اے میرے اللہ بنوں گا یا رب!
 کب میں بیمار مدینے کا بنوں گا یا رب!
 سختیاں نزع کی کیوں کر میں سہوں گا یا رب!
 تیرا کیا جائے گا میں شاد مروں گا یا رب!
 حشر تک کیسے میں پھر تنہا رہوں گا یا رب!
 قبر میں پچھو کے ڈنک کیسے سہوں گا یا رب!
 قبر میں کیسے اکیلا میں رہوں گا یا رب!
 ہائے بربادی! کہاں جا کے چھپوں گا یا رب!
 گرمی حشر میں پھر کیسے سہوں گا یا رب!
 آہ! رُسوائی کی آفت میں پھنسون گا یا رب!
 کس طرح سے میں اسے پار کروں گا یا رب!
 یہ کرم کردے تو میں شاد رہوں گا یا رب!
 ہائے! میں نارِ جہنم میں جلوں گا یا رب!
 میں جہنم کی سزا کیسے سہوں گا یا رب!
 مگر کرم کردے تو جنت میں رہوں گا یا رب!
 تیرے محبوب کے کلڑوں پہ پلوں گا یا رب!
 ان کا کب عاشقِ صادق میں بنوں گا یا رب!
 کس طرح سندھ کے جنگل میں مروں گا یا رب!
 جامِ طیبہ میں شہادت کا پیوں گا یا رب!
 جہوم کر کعبے کے چو گرد پھروں گا یا رب!
 سبز گنبد کا بھی دیدار کروں گا یا رب!
 ساتھ عطا کو جنت میں رکھوں گا یا رب!

یا الہی مغفرت کر بیکس و مجبور کی

یا الہی! مغفرت کر بیکس و مجبور کی
آرزوئے دیدِ سرور بیکس و مجبور کی
جاں چلے تیری رضا پر بیکس و مجبور کی
روح چل دے جب نکل کر بیکس و مجبور کی
از پئے حسنین و حیدر بیکس و مجبور کی
گورِ تیرہ کر منور بیکس و مجبور کی
حاضری ہو خیر سے ہر بیکس و مجبور کی
دور ساری آفتیں کر بیکس و مجبور کی
یا رسول اللہ! ہر بیکس و مجبور کی
کردے پوری آرزو ہر بیکس و مجبور کی
اے حبیبِ ربِّ داؤد! بیکس و مجبور کی
”آہ“ جب نکلی تڑپ کر بیکس و مجبور کی
ان سے کہنا خوب رو کر بیکس و مجبور کی
جان تھی غمگین و مضطر بیکس و مجبور کی
آرزو کب آئے گی ہر بیکس و مجبور کی
لاج رکھنا روزِ محشر بیکس و مجبور کی

ہر خطا تُو در گزر کر بیکس و مجبور کی
یا الہی! کردے پوری از پئے غوث و رضا
زندگی اور موت کی ہے یا الہی! کشف
أَعْلٰی عَلَیِّین میں یا رب! اسے دینا جگہ
یا خدا! پوری تمنا ہو بقیعِ پاک کی
واسطہ نورِ محمد کا تجھے پیارے خدا
آپ کے بیٹھے مدینے کی گلی کی یا نبی
آمنہ کے لال! صدقہ قاطمہ کے لال کا
نفس و شیطان غالب آئے لو خبر اب جلد تر
جس کسی نے بھی دعا کے واسطے یا رب! کہا
بہر شاہِ کربلا ہو دُور آقا ہر بلا
آپ خود تشریف لائے اپنے بیکس کی طرف
اے مدینے کے مسافر! تو کہانی درد کی
حال بگڑا، روح تڑپی جب مدینہ چھوٹ گیا
آپ کے سینے سے لگ کر موت کی یا مصطفیٰ
نامہ سب عطار میں حُسنِ عمل کوئی نہیں

گو ذلیل و خوار ہوں کر دو کرم

(الحمد للہ یہ کلام ۱۴۱۳ھ کی حاضری میں ۲۹/ ذوالحجۃ الحرام کو مسجد نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں بیٹھ کر قلمبند کیا
اور اسی سال مشتاق عطاری نے صبح بہاراں عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محفل میں میمن مسجد میں پڑھا)

گو ذلیل و خوار ہوں کر دو کرم	پر سگِ دربار ہوں کر دو کرم
یا رسول اللہ! رحمت کی نظر	حاضر دربار ہوں کر دو کرم
رحمتوں کی بھیک لینے کیلئے	حاضر دربار ہوں کر دو کرم
مرضِ عصیاں کی دوا کے واسطے	حاضر دربار ہوں کر دو کرم
اپنا غم دو چشمِ نم دو دردِ دل	حاضر دربار ہوں کر دو کرم
آہ! پتے کچھ نہیں حسنِ عمل	مفلس و نادار ہوں کر دو کرم
علم ہے نہ جذبہٴ حُسنِ عمل	ناقص و بے کار ہوں کر دو کرم
عاصیوں میں کوئی ہم پلہ نہ ہو	ہائے وہ بدکار ہوں کر دو کرم
ہے ترقی پہ گناہوں کا مرض	آہ! وہ بیمار ہوں کر دو کرم
تم گنہگاروں کے ہو آقا شفیع	میں بھی تو حقدار ہوں کر دو کرم
دولتِ اخلاق سے محروم ہوں	ہائے! بد گفتار ہوں کر دو کرم
آنکھ دے کر مدعا پورا کرو	طالبِ دیدار ہوں کر دو کرم
دوست دشمن ہو گئے یا مصطفیٰ	بیکس و لاچار ہوں کر دو کرم
کر کے توبہ پھر گناہ کرتا ہے جو	میں وہی عطار ہوں کر دو کرم

سلسلہ آہ گناہوں کا بڑھا جاتا ہے

سلسلہ آہ! گناہوں کا بڑھا جاتا ہے
 قلب پتھر سے بھی سختی میں بڑھا جاتا ہے
 نفس و شیطان کی ہر آن اطاعت پر دل
 لاؤں وہ اٹک کہاں سے جو سیاہی دھوئیں
 عارضی آفتِ دنیا سے ٹو گھبرا جاتا ہوں
 یہ ترا جسم جو پیار ہے تشویش نہ کر
 اصل برباد کن امراض گناہوں کے ہیں
 اصل آفت تو ہے ناراضیِ ربِّ اکبر
 المدد یا شرِ ابرار! مدینے والے!
 آہ! دولت کی حفاظت میں تو سب ہیں کوشاں
 یاد رکھو! وہی بے عقل ہے، احمق ہے جو
 اپنی اُلفت کا مجھے جامِ پلاؤ ساقی!
 امتحاں کے کہاں قابل ہوں میں پیارے اللہ!
 آہ! آنسو غمِ دنیا میں بہے جاتے ہیں
 اپنا غم ایسا عطا کر کہ کلیجہ پھٹ جائے
 ولولہ سنتِ محبوب کا دے دے مالک!
 تیرے دیوانے مدینے کیلئے ہیں بیتاب
 آخری وقت ہے آجا مرے مدنی آجا
 جلوہ پاک دکھا جا مرے مدنی آجا
 مجھ کو اب کلمہ پڑھا جا مرے مدنی آجا
 مجھ کو سینے سے لگا جا مرے مدنی آجا
 میرے عصیاں کو مٹا جا مرے مدنی آجا
 میرے آقا! سرِ محشر مرا پردہ رکھنا
 آؤ اب بہرِ شفاعت مرے شافع! آؤ
 مسکرا کر مری سرکار! مجھے کہہ دو نا!
 کاش! عطار سے فرمائیں قیامت میں حضور

نت نیا جرم ہر اک آن ہوا جاتا ہے
 دل پر اک خول سیاہی کا چڑھا جاتا ہے
 آہ مائل مرے اللہ! ہوا جاتا ہے
 گندگی میں مرا دل! حد سے بڑھا جاتا ہے
 ہائے! بے خوف عذابوں سے ہوا جاتا ہوں
 یہ مرض تیرے گناہوں کو مٹا جاتا ہے
 بھائی کیوں اس کو فراموش کیا جاتا ہے
 اس کو کیوں بھول کر برباد ہوا جاتا ہے
 قلب سے خوفِ خدا دور ہوا جاتا ہے
 حفظِ ایماں کا تصور ہی مٹا جاتا ہے
 کثرتِ مال کی چاہت میں مرا جاتا ہے
 قلب دنیا کی محبت میں پھنسا جاتا ہے
 بے سبب بخش دے مولیٰ! ترا کیا جاتا ہے
 دل بھی دنیا کے غموں ہی میں جلا جاتا ہے
 دیکھ کر سب کہیں دیوانہ چلا جاتا ہے
 آہ! فیشن پہ مسلمان مرا جاتا ہے
 جانے کب اذنِ مدینے کا دیا جاتا ہے
 آہ! مجرم ترا دنیا سے شہا! جاتا ہے
 آہ! مجرم ترا دنیا سے شہا! جاتا ہے
 آہ! مجرم ترا دنیا سے شہا! جاتا ہے
 آہ! مجرم ترا دنیا سے شہا! جاتا ہے
 آہ! مجرم ترا دنیا سے شہا! جاتا ہے
 راز عیبوں کا مرے قاش ہوا جاتا ہے
 آہ! بدکار عذابوں میں گھرا جاتا ہے
 آج تجھے دامنِ رحمت میں لیا جاتا ہے
 لے مبارک! کہ تجھے بخش دیا جاتا ہے

آہ ہر لمحہ گنہ کی کثرت و بھرمار ہے

آہ! ہر لمحہ گنہ کی کثرت و بھرمار ہے
مجرموں کے واسطے دوزخ بھی شعلہ بار ہے
آہ! نافرمانیاں، بدکاریاں، بیابائیاں
چھپ کے لوگوں سے گناہوں کا رہا ہے سلسلہ
زندگی کی شام ڈھلتی جا رہی ہے ہائے نفس!
یا خدا! رحمت تری حاوی ہے تیرے قہر پر
بندہ بدکار ہوں بے حد ذلیل و خوار ہوں
موت کے جھکوں پہ جھکے آ رہے ہیں المدد
اب سر بالیں خدا را مسکراتے آئے
غسل دینے کیلئے غسل بھی اب آچکا
یا نبی پانی سے سارا جسم میرا ڈھل گیا
لاڈ کر کندھوں پہ احباب آہ! قبرستاں چلے
قبر میں مجھ کو لٹا کر اور مٹی ڈال کر
خواب میں ایسا اندھیرا کبھی دیکھا نہ تھا
یا رسول اللہ! آکر قبر روشن کیجئے
قبر میں شاہِ مدینہ آ چکے منکر نکیر
یا نبی! جنت کی کھڑکی قبر میں کھلوائے
تُو نے دنیا میں بھی عیبوں کو چھپایا یا خدا!
نیکیاں پتے نہیں آقا شفاعت کیجئے
یا نبی! عطار کو جنت میں دے اپنا جوار
کاش! ہو ایسی مدینے میں کبھی تو حاضری

غلبہ شیطان ہے اور نفس بد اطوار ہے
ہر گنہ قصداً کیا ہے اس کا بھی اقرار ہے
آہ! نامے میں گناہوں کی بڑی بھرمار ہے
تیرے آگے یا خدا! ہر جرم کا اظہار ہے
رات دن بھر بھی گناہوں کا گرم بازار ہے
فضل و رحمت کے سہارے جی رہا بدکار ہے
مغفرت فرما الہی! تُو بڑا غفار ہے
سخت بے چینی کے عالم میں گھرا پیار ہے
جاں بلب شاہِ مدینہ طالبِ دیدار ہے
غسل میت ہو رہا ہے اور کفن تیار ہے
نامہ اعمال کو بھی غسل اب درکار ہے
واسطے تدفین کے گہرا گڑھا تیار ہے
چل دیئے ساتھی نہ پاس اب کوئی رشتے دار ہے
جیسا اندھیرا ہماری قبر میں سرکار ہے
ذات بے شک آپ کی تو منبع انوار ہے
ہو کرم! اللہ! بندہ بیکس و لاچار ہے
پھر تو فضل رب سے اپنی قبر بھی گلزار ہے
حشر میں بھی لاج رکھنا تُو خدا ستار ہے
آپ کی نظر کرم ہوگی تو بیڑا پار ہے
واسطہ صدیق کا جو تیرا یارِ غار ہے
یہ خبر آئے وطن میں، مرگیا سگِ عطار ہے

مثنوی عطار

(1)

حمید ربّ مصطفیٰ سے ابتدا ہو دُرود اُتی نبی پر دائما
اس جہاں میں ہر طرف ہیں مشکلیں ہر جگہ ہیں آفتیں ہی آفتیں
کچھ گھیرے غم میں تو کچھ پیار ہیں تو کوئی قرضے کے زیرِ بار ہیں
ہے یہاں دنیا میں کوئی بھی سکھی؟ جی نہیں ہرگز نہیں، سب ہیں دُکھی
چل دیئے دنیا سے سب شاہ و گدا کوئی بھی دنیا میں کب باقی رہا!
جیتنے دنیا سکندر تھا چلا جب گیا دنیا سے خالی ہاتھ تھا
لہلہاتے کھیت ہوں گے سب فنا خوش نما باغات کو ہے کب بقا؟
تُو خوشی کے پھول لے گا کب تلک؟ تو یہاں زندہ رہے گا کب تلک؟

تُو اچانک موت کا ہوگا شکار
 جان جا کر ہی رہے گی یاد رکھا
 قبر میں تھا قیامت تک رہے
 پھر بچا کوئی نہ تجھ کو پائے گا
 خوبصورت نوجواں بھی چل دیئے
 حسن تیرا خاک میں مل جائے گا
 کچھ نہ کام آئے گا سرمایہ تیرا
 مجھ میں ہیں کیڑے مکوڑے بیشمار
 تجھ کو ہوگی مجھ میں مَن و حشت بڑی
 ہاں مگر اعمال لیتا آئے گا
 تجھ کو فرشِ خاک پر دفنائیں گے
 روئے گا چلائے گا گھبرائے گا
 غافل انساں یاد رکھ بچھڑائے گا
 قبر میں کیڑے تجھے کھا جائیں گے
 یاد رکھ نازک بدن پھٹ جائے گا
 خوبصورت جسم سب سڑ جائے گا
 کھال اُدھڑ کر قبر میں رہ جائے گی
 کیا کرے گا بے عمل گر کھا گئے!
 مجرموں کی قبر دوزخ کا گڑھا
 قبر میں روئے گا چیخیں مار کر

بے وفا دنیا پہ مت کر اعتبار
 موت آکر ہی رہے گی یاد رکھا!
 گر جہاں میں سو برس تو جی بھی لے
 جب فرشتہ موت کا چھا جائے گا
 موت آئی پہلوواں بھی چل دیئے
 دُبدبہ دنیا ہی میں رہ جائے گا
 تیری طاقت تیرا فن عہدہ تیرا
 قبر روزانہ یہ کرتی ہے پکار
 یاد رکھ میں ہوں اندھیری کوٹھڑی
 میرے اندر تُو اکیلا آئے گا
 نرم بستر گھر پہ ہی رہ جائیں گے
 جب اندھیری قبر میں تُو جائے گا
 کام مال و زر وہاں نہ آئے گا
 جب ترے ساتھی تجھے چھوڑ آئیں گے
 قبر میں تیرا کفن پھٹ جائے گا
 تیرا اک اک بال تک جھڑ جائے گا
 آہ! اُبل کر آنکھ بھی بہہ جائے گی
 سانپ بچھو قبر میں گر آ گئے!
 گورِ نیکاں باغ ہوگی خلد کا
 کھکھلا کر ہنس رہا ہے بے خبر!

ہو گیا تجھ سے خدا ناراض اگر
 بے نمازی تیری شامت آئے گی
 توڑ دے گی قبر تیری پسلیاں
 غم میں چھوٹی ہے مگر کوئی نماز
 جو قضا ہے عذر اک روزہ کرے
 اے جواری تُو بجوا سے باز آ
 اے ملاوٹ کرنے والے مان جا
 دودھ میں پانی پلانا چھوڑ دو
 چھوڑ دو اے تاجر! کم تولنا
 بھائیوں کا دل دکھانا چھوڑ دو
 مت کسی کا حق دہانا رکھ لو یاد
 عود رشوت میں نحوست ہے بڑی
 دل دکھانا چھوڑ دیں ماں باپ کا
 بدگمانی، جھوٹ، غیبت، چغلیاں
 مت نکالو تم کسی کو گالیاں
 تُو چرس سے باز آ مت پی شراب
 قبر سن لے آگ سے جائے گی بھر
 قبر کی دیوار بس مل جائے گی
 دونوں ہاتھوں کی ملیں جوں انگلیاں
 جلد ادا کر لے آ غفلت سے باز
 نار میں نو' لاکھ برسوں تک جلے
 ورنہ پھنس جائے گا جس دن تُو مرا
 خود کو یوں دوزخ کا ایندھن مت بنا
 اور ناجائز کمانا چھوڑ دو
 جھوٹ چھوڑو بیچنے میں بولنا
 اور تمسخر بھی اڑانا چھوڑ دو
 سخت تر از حق رب حق العباد
 نیز دوزخ میں سزا ہوگی کڑی
 ورنہ ہے اس میں خسارہ آپ کا
 چھوڑ دے تو رب کی سب نافرمانیاں
 یہ کبیرہ ہے گناہ سن لو میاں
 دوجہاں ہو جائیں گے ورنہ خراب

قلم دیکھے اور جو گانے سنے
قلم ہیں کی آنکھ میں دوزخ کی آگ
چھوڑ دے ٹی۔وی کو وی۔سی۔آر کو
بینڈ باجوں سے ٹو کوسوں دُور بھاگ
مت بجاؤ بھائیو! تم تالیاں
اے مری بہنو! سدا پردہ کرو
اپنے دیور سے سدا پردہ کرو
ورنہ سن لو قبر میں جب جاؤ گی
اے بہن! اپنے میاں کو مت ستا
ٹو بھی بھائی دھیان رکھ گھر بار کا
یا الہی! نیک کر سگِ عطار کو

کیل اس کی آنکھ، کانوں میں ٹھکے
بعدِ مُردن ہوگی، تو ٹی۔وی سے بھاگ
کردے یوں راضی شہِ ابرار کو
ورنہ دوزخ کی تجھے کھائے گی آگ
اس طرح کی چھوڑ دو نادانیاں
تم گلی کوچوں میں مت پھرتی رہو
”دیوروں“ سے بے تکلف مت بنو
سانپ بچھو دیکھ کر چلاؤ گی
جب مرے گی پائے گی اس کی سزا
ورنہ ہوگا مستحق ٹو نار کا
بخش دے بہر نبی بدکار کو

سنتوں سے بھائی رشتہ جوڑ ٹو
شادیوں میں مت گنہ نادان کر
سادگی شادی میں ہو سادہ جھیز
نیکیاں کر جلد ٹو بدیوں سے بھاگ
کینہِ مسلم سے سینہ پاک کر
چھوڑ دے داڑھی منڈانا ہے حرام
جو بھی داڑھی پر بنے گا بد لگام
ہے حرام ان کی شفاعت سن ذرا
چھوڑ دے سارے غلط رسم و رواج
خوب کر ذکرِ خدا و مصطفیٰ
کر عطا یا رب غم شاہِ اہم
سنتوں کو لوٹا جا کے متاع
از طفیلِ غوثِ اعظم یا غفورا
یا خدا! ہے التجا عطار کی
یا الہی! از پے شاہِ اہم

نت نئے فیشن سے منہ کو موڑ ٹو
خانہ بربادی کا مت سامان کر
جیسا نبی فاطمہ کا تھا جھیز
قبر میں ورنہ بھڑک اٹھے گی آگ
اتباعِ صاحبِ لولاک کر
ایک مٹھی سے گھٹانا ہے حرام
نارِ دوزخ میں رہے گا وہ مدام
تارکِ سنت تو محشر میں پھنسا
سنتوں پہ چلنے کا کر عہد آج
دل مدینہ یاد سے ان کی بنا
بھول جائیں ہر غم شاہِ اہم
ہو جہاں بھی سنتوں کا اجتماع
بخش دے ہم عاصیوں کے سب قصور
سنتیں لہنائیں سب سرکار کی
حشر میں عطار کا رکھنا بھرم

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے

جہاں میں ہیں عبرت کے ہر عو نمونے
 کبھی غور سے بھی یہ دیکھا ہے تُو نے
 جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
 بے خاک میں الہا شاں کیسے کیسے
 ہوئے نامور بے نشاں کیسے کیسے
 آجل نے نہ کسریٰ ہی چھوڑا نہ دارا
 ہر اک لے کے کیا کیا نہ حسرت بدھارا
 بڑھاپے سے پاکر پیام قضا بھی
 کوئی حیرتی غفلت کی ہے انتہا بھی!
 تجھے پہلے بچپن نے برسوں کھلایا
 بڑھاپے نے پھر آکے کیا کیا ستایا
 یہی تجھ کو ڈھن ہے رہوں سب بالا
 جیا کرتا ہے کیا یونہی مرنے والا
 وہ ہے عیش و عشرت کا کوئی محل بھی
 بس اب اپنے اس جہل سے تُو نکل بھی
 یہ دنیائے فانی ہے محبوب تجھ کو
 کیا ہائے! شیطاں نے مغلوب تجھ کو
 نہ ولدادہ شہر گوئی رہے گا
 نہ کوئی رہا ہے نہ کوئی رہے گا
 جب اس بزم سے اٹھ گئے دوست اکثر
 یہ ہر وقت پیش نظر جب ہے منظر
 جہاں میں کہیں شور ماتم بپا ہے
 کہیں شکوہ جور و مکر و دغا ہے

مگر تجھ کو اندھا کیا رنگ و بو نے
 جو آباد تھے وہ محل اب ہیں عو نے
 یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے
 مکیں ہو گئے لا مکاں کیسے کیسے
 زمیں کھائی نوجواں کیسے کیسے
 اسی سے سکندر سا فاتح بھی ہارا
 پڑا رہ گیا سب یونہی ٹھٹھ سارا
 نہ چٹوٹا، نہ پھیٹا، نہ سنبھلا ذرا بھی
 جنوں کب تک؟ ہوش میں اپنے آ بھی
 جوانی نے پھر تجھ کو مجنوں بنایا
 آجل تیرا کردے گی بالکل صفایا
 ہو زینت نرالی ہو فیشن نرالا
 تجھے حسن ظاہر نے دھوکے میں ڈالا
 جہاں تاک میں ہر گھڑی ہو آجل بھی
 یہ طرز معیشت اب اپنا بدل بھی
 ہوئی آہ! کیا چیز مرغوب تجھ کو
 سمجھ لینا اب چاہئے خوب تجھ کو
 نہ گرویدہ شہرہ جوئی رہے گا
 رہے گا تو ذکر نکوئی رہے گا
 اور اُٹھتے چلے جا رہے ہیں برابر
 یہاں پر تیرا دل بہلتا ہے کیونکر!
 کہیں فخر و فاقہ سے آہ و بکا ہے
 غرض ہر طرف سے یہی بس صدا ہے

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے

یاد رکھ ہر آن آخر موت ہے
 رکھ خیال کوچ ملکِ آخرت
 خطبہ لولاک جن کے حق میں ہے
 شان و شوکت کے نہ ہونے کا عزیز
 عیش و غم میں صابر و شاکر رہے
 پیشتر مرنے سے کرنا چاہئے
 کارِ دین سے رکھ نہ رکھ دُنا سے کام
 جمعہ میں سستی جماعت میں درنگ
 کیوں نہیں دیتے زکوٰۃ الی نصاب
 حق کسی کا مت تلف کر ہے ستم
 ملک فانی میں فنا ہر شے کو ہے
 مرگیا فرعون و قارون مرگیا
 مرتے جاتے ہیں ہزاروں آدمی
 کیا خوشی ہو دل کو چند زیت سے
 دولتِ دنیا کو سمجھا ہے نفع
 ہو گیا جو تو سکندر وقت کا
 گو سلیمانِ زمانہ بھی ہوا
 کثرتِ اولاد و ثروت پر غرور
 حکمت و عقل و ہنرمندی میں تو
 زور و طاقت میں کوئی تجھ سا نہیں
 لحنِ دادِ ترا سب کو پسند
 رحمتِ حق گر تجھے درکار ہے
 حسن پر نازاں جوانی میں نہ ہو
 حکمِ خالق کے بجا لا تو تمام
 ہے برابر حق نہ ہو یا خاک ہو
 اس سرائے ہستی فانی میں ہم
 بارہا علمی تجھے سمجھا چکے

مت تو بن انجان آخر موت ہے
 کہتا ہے رحمان آخر موت ہے
 ان کا ہے فرمان آخر موت ہے
 ہے عبث ارمان آخر موت ہے
 ہے وہی انسان آخر موت ہے
 موت کا سامان آخر موت ہے
 پھر نہ سرگردن آخر موت ہے
 ہے نہیں شایان آخر موت ہے
 کیا نہیں ہے دھیان آخر موت ہے
 حق کو تو پہچان آخر موت ہے
 سن لگا کر کان آخر موت ہے
 مرگیا ہامان آخر موت ہے
 عاقل و نادان آخر موت ہے
 غمزدہ ہے جان آخر موت ہے
 دیں کا ہے نقصان آخر موت ہے
 تو بھی اے سلطان آخر موت ہے
 منفعت من جان آخر موت ہے
 کیوں ہے اے ذیشان آخر موت ہے
 گرچہ ہے لقمان آخر موت ہے
 رستم دوران آخر موت ہے
 گر ہے خوش الحان آخر موت ہے
 سب پہ کر احسان آخر موت ہے
 اے دموں کی جان آخر موت ہے
 دیکھ لے قرآن آخر موت ہے
 دے خدا ایمان آخر موت ہے
 دم کے ہیں مہمان آخر موت ہے
 مان یا مت مان آخر موت ہے

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
تو نے منصب بھی کوئی پایا تو کیا؟
قصر عالیشان بنوایا تو کیا؟
یہ حسینوں کی چٹک اور منک
ساتھ ان کا چھوڑ، ہاتھ اپنا جھٹک
حسن ظاہر پر اگر تو جائے گا
یہ زہریلا سانپ ہے ڈس جائے گا
کوچ ہائے بے خبر ہونے کو ہے
باندھ لے تو شہ سفر ہونے کو ہے
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
نفس اور شیطان ہیں خنجر در بغل
آ نہ جائے دین و ایمان میں خلل
یک لخت آ پہنچے جو سر پر اجل
جائے گا یہ بے بہا موقع نکل
تجھ کو غافل عقبی کچھ نہیں
زندگی ہے چند روزہ کچھ نہیں
ہے یہاں سے تجھ کو جانا ایک دن
منہ خدا کو ہے دکھانا ایک دن
چند روزہ ہے یہ دنیا کی بہار
عمر اپنی یوں نہ غفلت میں گزار

کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے
ڈھیروں مال و زر بھی ہاتھ آیا تو کیا؟
دبدبہ اپنا بھی دکھلایا تو کیا؟
دیکھ کر ہرگز نہ رستے سے بھٹک
بھول کر بھی پاس ان کے نہ پھٹک
عالم فانی سے دھوکا کھائے گا
رہ نہ غافل یاد رکھ پچھتائے گا
ہائے یہ غفلت، سحر ہونے کو ہے
ختم بس اب ہر بشر ہونے کو ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے
دار ہونے کو ہے اے غافل سنبھل
باز آ تُو باز آ اے بد عمل
پھر کہاں تُو اور کہاں دارالعمل
پھر نہ ہاتھ آئے گی عمر بے بدل
کھا نہ دھوکہ عیش دنیا کچھ نہیں
کچھ نہیں اس کا بھروسہ کچھ نہیں
قبر میں ہوگا ٹھکانہ ایک دن
اب نہ غفلت میں گنونا ایک دن
دل لگا اس سے نہ غافل، خبردار
ہوشیار اے غفلت بھرے ہوشیار

تو سمجھ نہ ہرگز نہ قائل موت کو
 رکھتے ہیں محبوب عاقل موت کو
 ترک اب ساری فضولیات کر
 رہ نہ غافل یاد حق دن رات کر
 آنے والی کس سے ٹالی جائے گی
 روح رگ رگ سے نکالی جائے گی
 بزم عالم میں فنا کا دور ہے
 تو ہے غافل یہ ترا کیا طور ہے
 سرکشی زیر فلک زیبا نہیں
 جبکہ مرنا ہے تجھے حق یقین
 ایسی غفلت یہ تیری ہستی نہیں
 رہ گزر دنیا ہے، یہ بستی نہیں
 عیش کر غافل نہ تو آرام کر!
 یاد حق دنیا میں صبح و شام کر
 مال و دنیا کا بڑھانا ہے عبث
 دل کا دنیا سے لگانا ہے عبث
 عیش و عشرت کیلئے انسان نہیں
 غفلت و سستی تجھے شایاں نہیں
 قیصر اور سکندر و جم چل بے
 کیسے کیسے شیر و ضیفم چل بے
 کیسے کیسے گھر اُجاڑے موت نے

زندگی کا جان حاصل موت کو
 یاد رکھ! ہر وقت غافل موت کو
 یوں نہ ضائع اپنے تو اوقات کر
 ذکر فکر موت تو دن رات کر
 جان ٹھہری جانے والی جائے گی
 تجھ پر ایک دن خاک ڈالی جائے گی
 جائے عبرت ہے مقام غور ہے
 بس کوئی دن زندگانی اور ہے
 دیکھ جانا ہے تجھے زیر زمیں
 چھوڑ کر فکر این و آن کر فکر دیں
 دیکھ جنت اس قدر سستی نہیں
 جائے عیش و عشرت و مستی نہیں
 مال حاصل کر نہ پیدا نام کر!
 جس لئے آیا ہے تو وہ کام کر
 زائد از حاجت کمانا ہے عبث
 رہ گزر کر گھر بنانا ہے عبث
 یاد رکھ تو بندہ ہے مہماں نہیں
 بندگی کر تو اگر ناداں نہیں
 زال اور سہراب و رستم چل بے
 سب دکھا کر اپنا دم خم چل بے
 سر و قد قبروں میں گاڑے موت نے

کھیل کتنوں کے بگاڑے موت نے
 ٹو ہے اس عبرت کدہ میں بھی مگن
 عقل سے خارج ہے یہ تیرا چلن!
 یہ تری غفلت ہے بے عقلی بڑی
 موت کو پیش نظر رکھ ہر گھڑی
 گرتا ہے دنیا پہ تو پروانہ وار
 پھر یہ دعویٰ ہے کہ ہم ہیں ہوشیار
 حیف دنیا کا ہوا پروانہ تو
 کس قدر ہے عقل سے بیگانہ تو
 دفن خود لاکھوں کیلئے زیر زمین
 تجھ سے بڑھ کر بھی کوئی غافل نہیں
 یوں نہ اپنے آپ کو بیکار رکھ
 غیر حق سے قلب کو بیزار رکھ
 ہے یہ لطف و عیش دنیا چند روز
 دارِ فانی میں ہے رہنا چند روز
 ہو رہی ہے عمر مثل برف کم
 سانس ہے اک رہو ملک عدم
 آخرت کی فکر کرنی ہے ضرور
 زندگی اک دن گزرنی ہے ضرور

پہلوں کیا کیا پچھاڑے موت نے
 گو ہے یہ دارالْحُزن بیت الحزن
 چھوڑ غفلت، عاقبت اندیش بن
 مسکراتی ہے قضا سر پر کھڑی
 پیش آنے کو ہے یہ منزل کڑی
 گو تجھے جینا پڑے انجام کار
 کیا یہی ہے ہوشیاروں کا شعار
 اور کرے عقبی کی کچھ پروا نہ تو
 اس پہ بتا ہے بڑا فرزانہ تو
 پھر مرنے کا نہیں حق الیقین
 کچھ تو عبرت پکڑ اے نفس لعین
 آخرت کے واسطے تیار رکھ
 موت کا ہر وقت انتظار رکھ
 ہے یہ دور جام مینا چند روز
 اب تو کر لے کار عقبی چند روز
 چپکے چپکے رفتہ رفتہ دم بدم
 دفعۃً اک روز ہو جائے گا ختم
 جیسی کرنی ویسی بھرنی ہے ضرور
 قبر میں میت اترنی ہے ضرور

اے خاصہ خاصانِ رسل وقتِ دعا ہے

اے خاصہ خاصانِ رسل وقتِ دعا ہے
 جو دین بڑی شان سے نکلا تھا وطن سے
 جس دین کے مدعو تھے کبھی قیصر و کسریٰ
 جو دین ہوئی بزمِ جہاں سے فروزاں
 جس دین کی حجت سے سب ادیان تھے مغلوب
 چھوٹوں میں اطاعت ہے نہ شفقت ہے بڑوں میں
 گو قوم میں تیری نہیں اب کوئی بڑائی
 ڈر ہے کہیں یہ نام بھی مٹ جائے نہ آخر
 وہ قوم کہ آفاق میں جو سر بہ فلک تھی
 جو قوم کہ مالک تھی علوم اور حکم کی
 کھوج ان کے کمالات کا لگتا ہے اب اتنا
 جو کچھ ہیں یہ سب اپنے ہی ہاتھوں کے ہیں کر توت
 دیکھے ہیں یہ دن اپنی ہی غفلت کی بدولت
 فریاد ہے اے کشتیِ اُمت کے نگہبان
 اے چشمہ رحمت بابی انت و اتی
 جس قوم نے گھر اور وطن تجھ سے چھڑایا
 سو بار تیرا دیکھ کے عفو اور ترجیم
 برتاؤ ترے جبکہ یہ اعداء سے ہیں اپنے
 کر حق سے دعا اُمتِ مرحوم کے حق میں
 اُمت میں تیری نیک بھی ہیں بد بھی ہیں لیکن
 ایمان جسے کہتے ہیں عقیدے میں ہمارے
 جو خاک تیرے در پہ ہے جاروب سے اڑتی
 جو شہر ہوا تیری ولادت سے مشرف
 جس شہر نے پائی تیری ہجرت سے سعادت
 کل دیکھئے پیش آئے غلاموں کو تیرے کیا
 ہم نیک ہیں یا بد ہیں پھر آخر ہیں تمہارے
 تدبیر سنبھلنے کی ہمارے نہیں کوئی
 پر فکر تیرے دین کی عزت کی سدا ہے

اُمت پہ تیری آکے عجب وقت پڑا ہے
 پردیس میں وہ آج غریبُ الغریاء ہے
 خود آج وہ مہمانِ سرائے فقراء ہے
 اب اس کی مجالس میں نہ بٹتی نہ دیا ہے
 اب معترض اس دین پہ ہر ہر زہ سرا ہے
 پیاروں میں محبت ہے نہ یاروں میں وفا ہے
 پر نام تیری قوم کا یہاں اب بھی بڑا ہے
 مدت سے اسے دورِ زماں میٹ رہا ہے
 وہ یاد میں اسلاف کی اب رو بہ قضا ہے
 اب علم کا واں نام نہ حکمت کا پتا ہے
 گم و شت میں آہِ قافلہ بے طبل و ردا ہے
 شکوہ ہے زمانے کا نہ قسمت کا گلہ ہے
 سچ ہے کہ برے کام کا انجام برا ہے
 بیڑا یہ تباہی کے قریب آن لگا ہے
 دنیا پہ تیرا لطف سدا عام رہا ہے
 جب ٹوٹنے کیا نیک سلوک ان سے کیا ہے
 ہر باغی و سرکش کا سر آخر کو جھکا ہے
 اعداء سے غلاموں کو کچھ اُمید سوا ہے
 خطروں میں بہت اس کا جہاز آکے گھرا ہے
 دلدادہ تیرا ایک سے ایک ان میں سوا ہے
 وہ تیری محبت تیری عشرت کی ولا ہے
 وہ خاک ہمارے لئے داروئے شفا ہے
 اب تک وہیں قبلہ تیری اُمت کا رہا ہے
 مکے سے کشش اس کی ہر ایک دن میں سوا ہے
 اب تک تو تیرے نام پہ ایک ایک فدا ہے
 نسبت بہت اچھی ہے اگر حال برا ہے
 ہاں ایک دعا تیری کہ مقبول دعا ہے
 خود جاہ کے طالب نہ ہیں عزت کے خواہاں

برگ خزاں

(نثار علی اُجاگر عطاری قادری)

ز میں کا بھی نشاں کب تک رہے گا	اُجاگر آسمان کب تک رہے گا
سمندر بھی رواں کب تک رہے گا	بیاباں کب تک پیاسے رہیں گے
کوئی آخر یہاں کب تک رہے گا	مسافر ہے یہاں ہر ایک انسان
یہ برگ خزاں کب تک رہے گا	رہے گا کب تک رنگ گلستاں
کسی کا بھی نشاں کب تک رہے گا	اجل کی چیخ سن لے گی ہر ایک شے
یہ خوشبوؤں کا جہاں کب تک رہے گا	یہاں پھکے پڑیں گے رنگ ہستی
پھر آخر تو جواں کب تک رہے گا	قفا کے گھاٹ اترے بچے بوڑھے
یہ آنکھوں کا دھواں کب تک رہے گا	فریب زینت نے پاگل بنایا
یہ دنیا کا سماں کب تک رہے گا	شکستہ ہوتی قبریں کہہ رہی ہیں
کوئی بھی کارواں کب تک چلے گا	پھٹڑ جائیں گے راہی منزلوں سے
جہاں میں سائباں کب تک رہے گا	قضا کی دھوپ کھالے گی بدن کو
کسی کا بادباں کب تک رہے گا	ڈبو دے گی قضا سارے سفینے
اُجاگر آشیاں کب تک رہے گا	قضا سب کھینچ لے گی گھر کے تھکے

موج خزاں

(نثار علی اُجاگر عطاری قادری)

موج خزاں پہ دامن گل کو کتر گئی
اڑتی پھری ہے خاک بڑے بادشاہوں کی
ایک ہوا لہوس بھی دنیا میں باقی نہیں رہا
دیکھو بڑے غرور میں تھا ابو جہل مگر
برباد وقت مت کرو توبہ کرو اٹھو
کیسا اندھیرا قبر میں ہے دیکھ تو سہی
عصیاں سے پاک مجھ کو بھی کیجئے میرے نبی
سرکار شفعی لی مرے سرکار شفعی لی
رگینی جہاں پہ اُجاگر مرے ہے کیوں
وہ حسن لالہ قام جوانی کدھر گئی
کیسے بڑے یہ محلوں کی مٹی بکھر گئی
سب پر ہی موت اپنا سدا وار کر گئی
سیف معوذ و معاذ قتل کر گئی
اٹھو بھی جاگ جاؤ کہ خواب سحر گئی
آنکھیں اُبل پڑیں کہ ہر ہڈی بکھر گئی
میں بھی کہوں کہ خصلتِ سوء ہر گزر گئی
لاکھوں کی بن گئی ہے تیری جب نظر گئی
کتنوں کی موت دیکھ کر آئی گذر گئی

کوئی گل باقی رہے گا

(حضرت کافی علیہ الرحمۃ)

پر رسول اللہ کا دین حسن رہ جائے گا
بلبلیں اڑ جائیں گی سونا چمن رہ جائے گا
اس تن بے جان پر خاکی کفن رہ جائے گا
آگ سے محفوظ اس کا تن بدن رہ جائے گا
نعتِ حضرت کا زبانوں پر سخن رہ جائے گا

کوئی گل باقی رہے گا نہ چمن رہ جائے گا
ہم سفیر و باغ میں ہے کوئی دم کا چھپھا
اطلس و کم خواب کی پوشاکی پر نازاں نہ ہو
جو پڑھے گا صاحبِ لولاک پر ہر دم دُرود
سب فنا ہو جائیں گے کافی ہے لیکن حشر تک

دل غافل

(حضرت غلام)

دل آہ غافل نہ ہو یک دم یہ دنیا چھوڑ جاتا ہے
تیرا نازک بدن بھائی جو لیٹے بیج پھولوں پر
آجمل کے روز کو کر یاد، کر سامان چلنے کا
عزیزا یاد کر اس دن کہ عزرائیل آئیں گے
غلام اک دم نہ ہو غافل حیاتی پر نہ ہو غرا
باغیچے چھوڑ کر خالی زمیں اندر سماتا ہے
یہ ہو گا قبر میں اک دن اسے کیڑوں نے کھاتا ہے
زمیں کے فرش پر سوتا ہے اینٹوں کا سرہانہ ہے
نہ کوئی ساتھ جاوے گا اکیلے ٹوٹنے جانا ہے
خدا کی یاد کر ہر دم کر کہ جس نے کام آنا ہے

[illegible][illegible]

[illegible]